خُدا خُود اِس سِلسلہ کی آبپاشی کرے گا اور اِس کو نشوونما دے گا

یہاں تک کہ اُن کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائیگی!

ارشادِ مبارک حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"خدا تعالیٰ نے اِرادہ فرمایا ہے کہ محض اپنے فضل اور کرامتِ خاص سے اِس عاجز کی دعاؤں اور اِس ناچیز کی توجہ کو اُن کی پاک استعدادوں کے ظہور و بروز کا وسیلہ ٹھہراوے اور اُس قدوس جلیل الذات نے مجھے جوش بخشا ہے تا مَیں اُن طالبوں کی تربیتِ باطنی میں مصروف ہو جاؤں اور اُن کی آلودگیوں کے ازالہ کے لئے دن رات کوشش کرتا رہوں اور اُن کے لئے وہ نُور مانگوں جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اور بالطبع خدائے تعالیٰ کی راہوں سے محبت کرنے لگتا ہے اور اُن کے لئے وہ رُوحِ قدس طلب کروں جو ربوبیتِ تامّہ اور عبودیتِ خالصہ کے کامل جوڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اِس رُوحِ خبیثہ کی تسخیر سے اُن کی نجات چاہوں کہ جو نفسِ امّارہ اور شیطان کے تعلق شدید سے جنم لیتی ہے۔ سو مَیں بتوفیقہٖ تعالیٰ کاہل اور سُست نہیں رہوں گا۔ اور اپنے دوستوں کی اصلاح طلبی سے جنہوں نے اِس سلسلہ میں داخل ہونا بصدق قدم اختیار کر لیا ہے غافل نہیں ہوں گا۔ بلکہ اُن کی زندگی کے لئے موت تک دریغ نہیں کروں گا۔ اور اُن کے لئے خدا تعالیٰ سے وہ رُوحانی طاقت چاہوں گا جس کا اثر برقی مادہ کی طرح اُن کے تمام وجود میں دوڑ جائے۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اُن کے لئے کہ جو داخلِ سلسلہ ہو کر صبر سے منتظر رہیں گے ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے اِس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قُدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دُنیا میں محبتِ الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔ سو یہ گروہ اُس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی رُوح سے قوت دے گا۔ اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا۔ اور اُن کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اُس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اِس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اِس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اِس کی آبپاشی کرے گا اور اِس کو نشوونما دے گا یہاں تک کہ اُن کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی۔ اور وہ اُس چراغ کی طرح جو اُونچی جگہ رکھا جاتا ہے دُنیا کی چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے۔ اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے۔ وہ اِس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دُوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا۔ اور ہمیشہ قیامت تک اُن میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اُس ربِّ جلیل نے یہی چاہا ہے۔ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے ہر یک طاقت اور قدرت اُسی کو ہے۔

فَالْحَمْدُ لَهٗ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَّ ظَاهِرًا وَّ بَاطِنًا اَسْلَمْنَا لَهٗ هُوَ مَوْلٰينَا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ

(اشتہار ۴ مارچ ۱۸۸۹ء)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے رام آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا - پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

۲۰ ر امان ۱۳۴۸ ہش ۲۰ ر مارچ ۱۹۶۹ء

جلد ۱۸ | شمارہ ۱۲

"شانِ مسیح موعودؑ"

اُمتِ محمدیہ میں مسیح موعود کی شان بہت بلند ہے۔ جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَنْ تَهْلِكَ اُمَّةٌ اَنَا فِي اَوَّلِهَا وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِي آخِرِهَا (کنز العمال) (وہ اُمت ہرگز ہلاک نہیں ہو سکتی جس کے شروع میں مَیں اور آخر میں مسیح موعود ہوں گے) تو ایسے اس صورت میں مسیح موعود کی عظمت، شان کے بارے میں کیسے کلام ہو سکتا ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ کسی کو شخصیت کے تعین میں اختلاف ہو۔ مگر مسیح موعود کی شان کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی حرفِ آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں:-

● ـــ تنزل کے وقت اصلاحِ امت کا کام اسی مقدس وجود کے ذریعہ انجام پانا مقدر تھا۔

● ـــ روشن دلائل اور تازہ بتازہ معجزات و نشانات کے ذریعہ اسلام کو دیگر ادیان پر روحانی غلبہ اسی مبارک وجود کے ذریعہ عمل میں آنا بتایا گیا تھا ـــ!!

● ـــ اسی طرح:

چونکہ مسیح موعود کی بعثت کا زمانہ تیرہویں صدی ہجری کے اختتام اور چودہویں صدی کے آغاز میں مقدر تھا تا اس پہلو سے سورت مزمل آیت ۱۵ کے مطابق سلسلہ محمدی کا سلسلہ موسوی سے کامل مشابہت ہو۔ یعنی جس طرح مسیح ناصریؑ کی بعثت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ۱۴ ویں صدی میں ہوتی اسی طرح مسیح محمدیؐ کی بعثت بھی ٹھیک اسی زمانہ میں بعد از زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم عمل میں آتے ـــ!

اسلئے جب یہ وقت آن پہنچا تو سچے وعدوں والے خدا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان (اِمامکم منکم) کے مطابق اسی امت میں سے اس کا امام کھڑا کر دیا!! جماعتِ احمدیہ کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اُسے امام الزمان کی شناخت کی توفیق ملی اور اس کی جماعت میں شامل ہو کر اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کی بے نظیر خدمت میں حصہ لینے کی سعادت حاصل ہوئی فالحمدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حکم سے ۱۸۸۹ء میں سلسلہ حقہ کی بنیاد رکھی۔ اور ایک سال بعد اواخر ۱۸۹۰ء میں خدا تعالیٰ سے خبر پا کر آپؑ نے دنیا پر واضح فرمایا کہ مسیح ناصریؑ وفات پا چکے ہیں اور جس مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ وہ اسی امت کا ایک فرد ہوگا اور کہ آپ ہی وہ مسیح منتظر ہیں جو امت محمدیہ کا موعود مسیح ہے۔

جب ہم واقعاتی رنگ میں اس زمانہ کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات ایک مسلمہ حقیقت کی طرح سامنے آتی ہے کہ جس زمانہ میں آپؑ کی بعثت ہوئی زمانہ کی اپنی حالت کسی ایسے ہی روحانی مصلح کے لئے پکار رہی تھی۔ تفصیلی بحث کی اس وقت نہ گنجائش ہے اور نہ موقعہ اس لئے صرف اسی قدر اشارہ ہی کافی ہے۔

اس کے بعد آپؑ نے وہ تمام کام بطریقِ احسن سرانجام دئے جو مسیح موعود کی بعثت کے ساتھ مخصوص تھے جن کا مختصر خاکہ کچھ اس طرح پر پیش کیا جا سکتا ہے:-

(۱) امت محمدیہ کی اندرونی اصلاح و تربیت کی راہ ہموار کر دینا اور تنزل کے بعد امت کے عروج کے سلئے اسباب مہیا کر دینا ـــ!!

(۲) بموجب ارشاد نبوی بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا فَطُوبٰى لِلْغُرَبَاءِ جب اسلام پر ضعف کا زمانہ آیا اور اسلام پر چاروں طرف سے حملے ہونے لگے تو یہ آپ ہی کا وجود تھا جس نے اُن تمام حملوں کا نہ صرف یہ کہ کامیاب دفاع فرمایا بلکہ دلائل و بیّنات کے ذریعہ حملہ آور کو ہر میدان میں پسپا کر دیا ـــ!!

(۳) دینِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے کام کو مستقل بنیادوں پر قائم کر کے اس کو بدستور جاری و ساری رکھنے کے لئے ایسے جاں نثاروں کی جماعت تیار کر دی جو اسلام کے ساتھ سچی محبت اور فدائیت کا جذبہ رکھتی ہے۔ اُن کے دلوں میں ایسا تازہ اور زندہ ایمان پیدا کر دیا جو ہر قسم کی قربانی کر کے ایثار اور محبت کا ایسا ہی نمونہ پیش کر کے آگے ہی آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ جس قسم کا نمونہ عہدِ نبویؐ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں مشاہدہ کیا گیا تھا ـــ!!

(۴) باوصف اِس کے، اس مبارک وجود کو شدید ترین مخالفت میں سے اپنا رستہ بنانا پڑا۔ قدم قدم پر مخالفین آپ کا رستہ روکے کھڑے رہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا غیر معمولی فضل اور اس کی نصرت و تائید شاملِ حال نہ ہوتی تو ایسی شدید مخالفتوں کے وقت انسان کے اعصاب کا جواب دے جانا غیر اغلب نہ تھا ـــ!!

(۵) ٹھوس اور مثبت بنیادوں پر جو عظیم کام اس برگزیدہ شخصیت کے ذریعہ عمل میں آئے اُن میں قرآنِ کریم کی سچی اور حقیقی خدمت کا عظیم کارنامہ گویا سرِ فہرست سمجھا جانا چاہیئے۔ یہ مسیح موعود ہی کا کام تھا کہ ضرورتِ زمانہ کے مطابق تفسیر القرآن کے اہم کام کے سلئے ایک ایسے جدید اور پُر لطف باب کا آغاز فرمایا جس سے بیک وقت قرآن کریم کے ساتھ ہر پڑھنے والے کی ذاتی محبت اور اُلفت پیدا ہوتی اور اس کی عظمت دلوں میں بیٹھتی جاتی ہے اور مخالفین تاب مقاومت نہیں پاتے ـــ!! اس سلسلہ میں حضور علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء عظام نے جو حقائق اور معارفِ قرآنیہ کے دریا بہاتے ہیں وہ اِس پہلو سے آفتاب آمد دلیلِ آفتاب کا رنگ رکھتے ہیں۔ مزید تفصیل کی گنجائش نہیں۔ بس اسی قدر اشارہ کافی ہے۔

(۶) ذرا اسی بات پر غور کیجئے جو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی نے اپنی امت کو دجالی فتنہ سے انذار کیا اور مَیں بھی ہوشیار کرتا ہوں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے مطابق اُس خطرناک دجالی فتنے کے کامیاب مقابلے کے لئے جس وجود کی خبر دی گئی وہ یہی مسیح موعودؑ ہی کا مبارک اور برگزیدہ وجود ہے ـــ چنانچہ واقعات اس امر پر شاہد ناطق ہیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نتیجہ میں اس فتنۂ عظیمہ کا خوب خوب مقابلہ فرمایا اور کسرِ صلیب، کا وہ عظیم کارنامہ بطریقِ احسن سرانجام دیا۔ جو مسیح موعود کے لئے مقدر تھا۔ یہ آپؑ ہی تھے جنہوں نے ناقابلِ تردید عقلی و نقلی دلائل کے ذریعہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی مبینہ صلیبی موت کا ابطال فرمایا اور واضح کر دیا، کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر سے زندہ ہی اُتار لئے گئے اور کہ آپؑ نے اپنے وطن سے ایک لمبا سفر طے کر کے سرزمینِ کشمیر میں اپنے مشن کو نہایت کامیابی و کامرانی سے جاری رکھا اور واقعہ صلیب کے بعد کافی لمبی عمر پا کر طبعی موت سے وفات پائی۔ اِن تمام دلائل سے کسرِ صلیب کا کام بڑی شان کے ساتھ ظاہر ہوا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج مسیحی دنیا ان زبردست دلائل کی تاب نہ لاتے ہوئے ہر میدان میں پسپا ہو رہی ہے۔ اور کسی پادری اور مسیحی مناد کو احمدی مبلغین کے سامنے آنے کی ہمت نہیں ہوتی ـــ!!

(۷) صرف یہی ایک مقابلہ نہیں بلکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بتاتے ہوئے ہمہ جہتی دیگر زبردست دلائل کے اسلحہ سے لیس ہو کر آپ کے جاں نثار متبعین آج ساری دنیا میں مختلف محاذوں پر روحانی جنگ میں مشغول ہیں اور ہر میدان میں خدا کے فضل و کرم سے انہیں بے نظیر کامیابیاں اور کامرانیاں حاصل ہو رہی ہیں ـــ!!

(۸) بلاشبہ یہ بھی مسیح موعود علیہ السلام ہی کا عظیم کارنامہ ہے کہ آج مذہبی دنیا میں مذہب کی حقیقی اور کامیاب نمائندگی کا شرف صرف اور صرف آپ ہی کی جماعت کو حاصل ہے۔ اسلئے کہ جب "مذہب" خدا تک پہنچنے کا رستہ ٹھیرا تو ضرور ہے کہ زندہ خدا کے ساتھ زندہ تعلق کو بھی ناقابلِ تردید واضح ثبوتوں کے ساتھ پیش کیا جاتے اور یہی وہ امتیازی شان ہے جو فی زمانہ مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو حاصل ہوئی۔ اور آپ کے طفیل دنیا بھر کی مذہبی جماعتوں کے مقابلہ میں احمدیہ جماعت کو یہ امتیازی پوزیشن حاصل ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ روئے زمین پر آج کوئی بھی جماعت (بشمول جملہ دیگر فرقہ ہائے اسلامیہ) خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا زندہ تعلق پیش کرنے کے لئے تیار نہیں۔ یہ امتیازی شان بھی خدا کے فضل و کرم سے احمدیہ جماعت کو حاصل ہے ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ جماعت کو جو کچھ ترقی۔ روحانی سربلندی عالمگیر وسعت اور علمی تفوق حاصل ہوا یا ہو رہا ہے وہ اسی بنیادی حقیقت کا کھلا ثبوت ہے کہ اس جماعت کا زندہ خدا سے تعلق ہے۔ وہی ہر آن اس کی نصرت و تائید فرما رہا ہے۔ ورنہ جیسا

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۵ پر)

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۸ ر امان۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۳ ر مارچ کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی عام طبیعت تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے لیکن کھانسی کی تکلیف ابھی چل رہی ہے احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل شاملِ حال رکھے آمین۔

قادیان ۱۸ ر امان۔ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیرِ جماعت احمدیہ قادیان سلسلہ کے کام سے چند روز کے لئے کل شاہجہانپور تشریف لے گئے ہیں اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں حافظ و ناصر رہے آمین۔

● ـ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بخیریت ہیں الحمد للہ۔

تبرکات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو عظیم الشان کارنامے

صفاتِ کاملہ سے وجود باری تعالیٰ کا ثبوت

اور

ایک فعّال و مخلص جماعت کا قیام

اقتباس از تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ جلسہ سالانہ ۱۹۲۸ء

تمام انبیاء کی زندگیوں پر غور کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ انبیاء نہایت باریک روحانی اثر دنیا میں چھوڑتے ہیں جو مادی طور پر نہیں دیکھا جا سکتا۔ ہاں عقلی طور پر سمجھا جا سکتا ہے کہ نبی نے ایسی چیز چھوڑی ہے جو عظیم الشان نتیجہ پیدا کر سکتی ہے۔ دراصل انبیاء کی مثال اس بارش کی سی ہوتی ہے جو ایک عرصہ تک رُکی رہنے کے بعد برستی ہے بارش نہ ہونے کی وجہ سے ہاتھ پاؤں پھوٹنے لگ جاتے ہیں۔ درخت سوکھنے شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب بارش ہوتی ہے تو خود بخود ہاتھوں میں نرمی آجاتی ہے۔ سبزہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور کئی قسم کی کیفیات ظاہر ہونے لگ جاتی ہیں۔

پس یہ سوال کہ فلاں نبی نے ابتدائی زمانہ میں کیا کیا؟ نہایت باریک ہوتا ہے۔ اور مومن کا کام ہے کہ نہایت احتیاط سے اس پر غور کرے۔ اگر کوئی شخص ایک نبی کو اس لئے چھوڑتا ہے کہ اس کی ابتدائی زندگی میں اُسے کوئی مادی کام نظر نہیں آتا اور بہت بڑی کامیابی اور تغیر دکھائی نہیں دیتا تو اُسے سب نبیوں کو چھوڑنا پڑے گا۔ کیونکہ اگر اس کا یہ معیار درست ہے تو پچھلے انبیاء کو بھی اس پر پرکھنا چاہیئے اور اُن کو بھی چھوڑ دینا چاہیئے۔ مگر مسلمان چونکہ ان انبیاء کی صداقت کے قائل ہیں اس لئے انہیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ انبیاء کے متعلق غور کرتے وقت نہایت باریک اُمور کو دیکھنا چاہیئے۔

اس تمہید کے بعد میں بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح ناصری کے متعلق قرآن اور حدیث میں جو کچھ کام بتایا گیا ہے وہ کوئی مسلمان لے لے۔ اور جو انجیل میں بتایا گیا ہے وہ عیسائی لے لے۔ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ جو کام ان کا بتایا جائے گا اس ایک ایک کام کے مقابلہ میں سو سو کام اس شان اور عظمت کا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیش کر دوں گا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت مسیح مُردے زندہ کرتے تھے تو میں کہوں گا کہ قرآن سے بتاؤ کہ وہ کیسے مُردے زندہ کرتے تھے۔ پھر جیسے ثابت ہوں ویسے ایک کے مقابلہ میں سو میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زندہ کئے ہوئے بتا دوں گا۔ مگر میں پہلے بتا چکا ہوں کہ مُردے زندہ کرنا کام نہیں۔ اسے اگر ہم ظاہری معنوں میں لیں تو معجزہ کہلائے گا۔ اسی طرح بیماروں کو اچھا کرنا بھی کام نہیں ہے۔ اور یہ تو طبیب بھی کرتے ہیں۔ ہاں معجزات کے نتائج کام کہلا سکتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ ان معجزوں کے ذریعہ انہوں نے لوگوں میں پاکیزگی پیدا کی۔ مگر جو کوئی اس قسم کے یہ نشان بھی ثابت کرے میں اس ایک کے مقابلہ میں سو سو انشاءاللہ پیش کر دوں گا۔ ان کے علاوہ قرآن اور حدیث سے مسلمان یا انجیل سے عیسائی جو کام ثابت کریں ان کے مقابلہ میں سو سو میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دکھا دوں گا۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام بیان کرنا شروع کرتا ہوں۔ لیکن یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ نبی کے جو روحانی کام ہوتے ہیں اور حقیقی کام وہی ہوتے ہیں اور وہی اہم ہوتے ہیں، اُن کے متعلق میں کچھ نہیں بیان کروں گا۔ کیونکہ میں اگر روحانی کام پیش کروں تو ایک غیر احمدی کہہ سکتا ہے کہ یہ آپ کا دعوےٰ ہے۔ اِسے کس طرح مان لیا جائے۔ مثلاً نبی کا اصلی اور حقیقی کام یہ ہے کہ انسانوں کا خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کر دے۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنے ماننے والوں کا خدا تعالےٰ سے تعلّق پیدا کر دیا۔ تو غیر احمدی کہے گا یہ آپ کا دعوٰی ہے۔ اِسے حضرت مرزا صاحبؑ کو نہ ماننے والا کس طرح تسلیم کر سکتا ہے۔ اس وجہ سے میں ایسی باتوں کو چھوڑتا ہُوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دُوسرے موٹے موٹے کام بیان کرتا ہوں جو دُوسروں کے لئے بھی قابلِ تسلیم ہوں۔

پہلا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ہے جس میں تمام نبی شریک ہیں کہ نبی خدا تعالےٰ کا ثبوت اس کی کامل صفات سے دیا کرتا ہے خدا تعالےٰ دُنیا سے مخفی ہوتا ہے اور انبیاء اس کا ثبوت اس کی کامل صفات سے دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس زمانہ میں مبعوث ہُوئے اس وقت بھی خدا تعالےٰ دُنیا کی نظروں سے مخفی ہو چکا تھا۔ اور ایسا مخفی ہو چکا تھا کہ حقیقی تعلق لوگوں کا اُس سے بالکل نہ رہا تھا۔ خالق اور مالک کی حقیقت کا کوئی ثبوت نہ تھا۔ بلکہ یہ صرف کتابوں میں لکھا رہ گیا تھا کہ خدا ہر ایک چیز کا خالق اور مالک ہے۔ جب مسلمانوں سے پُوچھا جاتا کہ خُدا کے خالق ہونے کا کیا ثبوت ہے تو وہ کہتے قرآن میں لکھا ہے۔ یا کہتے کیا تم نہیں مانتے کہ خُدا خالق ہے۔ اور اگر وہ خالق نہیں تو پھر اَور کون ہے؟ ایسے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے ذِکر کو جو حقیقۃً مٹ گیا تھا اس کی کامل صفات کے ذریعہ قائم کیا۔ اور نشانات کے ذریعہ اس کی صفات کو ثابت کیا۔ میں نے ابھی بتایا تھا کہ نشان اپنی ذات میں کام نہیں ہوتا۔ ہاں نشان کا نتیجہ کام ہوتا ہے۔ اس وقت میں حضرت مسیح موعودؑ کے نشانات پیش نہیں کر رہا۔ بلکہ یہ بتا رہا ہُوں کہ حضرت صاحب کا ایک الہام ہے جو ابتدائی زمانہ کا ہے کہ "دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"۔

یہ الہام حضرت مرزا صاحبؑ نے اس وقت شائع کیا جب کہ آپ کو یہاں کے لوگ بھی نہ جانتے تھے۔ میرے زمانہ میں ہمارے ایک رشتہ دار نے جو قریب کے ایک گاؤں کے رہنے والے ہیں بیعت کی اور بتایا کہ میں یہاں آیا کرتا تھا۔ آپ کے گھر بھی آیا کرتا تھا۔ لیکن حضرت مرزا صاحبؑ کو نہ جانتا تھا۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے والد کو جانتا تھا۔ تو حضرت مرزا صاحبؑ ایسے گمنام انسان

اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَاءِ جَآءَ الْمَسِیْح جَآءَ الْمَسِیْح

منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح — خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار
آ رہا ہے اِس طرف احرارِ یورپ کا مزاج — نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
آ رہی ہے اَب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے — گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اُس کا انتظار
اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح — نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار
آسماں بارد نشاں الوقت می گوید زمیں — ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

اب اِسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

سنے کہ رشتہ دار بھی آپ کو نہ جانتے تھے۔ قادیان کے لوگ آپ کے واقف نہ تھے ایسے زمانہ میں آپ کو خدا تعالیٰ نے فرمایا "دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا"۔

دیکھو اس میں کیسی عظیم الشان خبر دی گئی ہے۔ کیا کوئی انسان کسی انسانی تدبیر سے ایسی خبر دے سکتا ہے۔ یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماموریت سے پہلے ہوا جس میں ایک تو یہ پیشگوئی تھی کہ آپ زندہ رہیں گے اور ماموریت کا دعویٰ کریں گے۔ دُوسری پیشگوئی یہ تھی کہ جب آپ دعویٰ کریں گے تو دُنیا آپ کو ردّ کرے گی۔ تیسری پیشگوئی یہ تھی کہ دُنیا معمولی مخالفت نہ کرے گی بلکہ آپ پر ہر قسم کے حملے کئے جائیں گے۔ چوتھی پیشگوئی یہ تھی کہ خدا کی طرف سے وہ حملے ردّ کئے جائیں گے۔ اور دُنیا پر عذاب نازل ہوگا۔ پانچویں پیشگوئی یہ تھی کہ آپ کی صداقت آخر ظاہر ہو جائے گی۔

یہ کوئی معمولی باتیں نہیں جو قبل از وقت اور اس وقت جبکہ ظاہری حالات بالکل خلاف تھے، بتلائی گئی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت شروع ہی سے اتنی کمزور تھی کہ بعض دفعہ بیماری کے حملوں کے وقت ارد گرد بیٹھنے والوں نے سمجھا کہ آپ فوت ہو گئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے آپ کہتے ہیں وہ زمانہ آنے والا ہے جب ماموریت کا دعویٰ کیا جائے گا۔ دُوسرے یہ کہ لوگ مخالفت کریں گے۔ یہ بات بھی ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی۔ گوجرانوالہ کے ضلع کا ایک شخص جس نے ماموریت کا دعویٰ کیا اُس کے کئی خط میرے پاس آتے رہے کہ آپ اگر مجھے سچا نہیں سمجھتے تو میرے خلاف کیوں نہیں لکھتے۔ اور "الفضل" کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ بھی کچھ نہیں لکھتا۔ موافق نہیں تو خلاف ہی لکھے۔ مَیں نے دِل میں سوچا کہ مخالفت بھی خدا ہی کی طرف سے کرائی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ بھی اشاعت کا ذریعہ ہوتی ہے۔ ایسا ہی چکڑالویوں کے رسالہ پر کئی دفعہ اس کے ایڈیٹر کی طرف سے لکھا ہوا ملا کہ میرا جواب کیوں نہیں دیا جاتا۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد پانچ سات مدعی کھڑے ہوتے۔ مثلاً ظہیر الدین۔ عبد اللطیف۔ مولوی محمد یار۔ عبد اللہ تیماپوری۔ نبی بخش۔ یہ تو اشتہاری نبی ہیں۔ اُن کے علاوہ چھوٹے موٹے اور بھی ہیں مگر ان کی مخالفت بھی نہیں ہوئی اور ان کو یہ بات بھی میسر نہ آئی۔

ان مدعیوں نے کھڑے ہو کر دِکھا دیا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ چونکہ مرزا صاحب کی لوگوں نے مخالفت کی اسلئے وہ سچے نہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کو تو مخالفت بھی نصیب نہیں ہوتی پھر مخالفتیں زبانی حد تک بھی محدود رہتی ہیں۔ مگر حضرت مرزا صاحب کے متعلق خدا تعالیٰ نے تیسری پیشگوئی یہ فرمائی کہ معمولی مخالفت نہ ہوگی بلکہ ایسی ہوگی جس کو ردّ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ زور آور حملے کرے گا۔ یعنی ایک تو سخت حملے ہوں گے۔ دُوسرے کئی اقسام کے ہوں گے۔ اور کئی جماعتوں کی طرف سے ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دشمن بھی سخت حملے کریں گے اور کئی اقسام کے حملے کریں گے جن کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کو بھی اسی قسم کا جواب دینا پڑے گا۔ چنانچہ مخالفین نے آپ پر قسم قسم کے حملے کئے اور یہ حملے اس حد تک پہنچ گئے کہ ایک طرف گورنمنٹ آپ کو گرفتار کرنے کے لئے تُلی بیٹھی تھی۔ دُوسری طرف پیر، گدی نشین اور مولوی آپ کی مخالفت پر آمادہ اور آپ کی جان کے درپے تھے۔ عام مسلمانوں نے بھی کوئی کمی نہ کی اور آپ کے خلاف منصوبوں پر منصوبے کئے . . . . آپ کو قتل کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ آپ پر اتہام لگائے گئے۔ آپ کی عزت و آبرو آپ کی دیانت اور امانت، آپ کے تقویٰ و طہارت پر حملے کئے گئے۔ مگر سب ناکام رہے۔ اور آپ کی عزت بڑھتی گئی۔ چوتھی پیشگوئی یہ تھی کہ اُن حملوں کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے حملے ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جس نے جس رنگ میں آپ پر حملہ کیا تھا اسی رنگ میں وہ پکڑا گیا۔ پانچویں پیشگوئی جو آخری بات تھی کہ خدا تعالیٰ آپؑ کی صداقت ظاہر کر دے گا اس کے ثبوت میں یہ جلسہ موجود ہے۔ اس وقت تمام دُنیا میں آپؑ کے ماننے والے موجود ہیں امریکہ میں موجود ہیں۔ یورپ میں موجود ہیں افریقہ میں موجود ہیں۔ ایشیا کے ہر علاقہ میں موجود ہیں۔ کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ دُنیا کے چالیس کروڑ مسلمان کہلانے والوں کے ہاتھوں اتنے امریکہ کے باشندے مسلمان نہ ہوئے جتنے احمدیوں کی قلیل ترین جماعت کی کوششوں سے ہوئے۔ اس وقت ایک ایسے امریکن مسلمان کے مقابلہ میں سو احمدی امریکن ہیں۔ اسی طرح ہالینڈ میں جہاں دُوسرے مسلمانوں کا بنایا ہوا ایک بھی مسلمان نہیں۔ احمدی مسلمان موجود ہیں۔ اور کئی ایسے ممالک ہیں جہاں احمدی باشندوں کی تعداد اس ملک کے مسلمانوں سے زیادہ ہے۔ یہ کتنا بڑا نشان ہے اور زور آور حملوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ظاہر ہونے کا کتنا بڑا ثبوت ہے . . . . ؟

نبی کا ایک کام یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک کام کرنے والی جماعت پیدا کر جاتا ہے۔ ہماری جماعت کی کمزوری مالی لحاظ سے اور تعداد کے لحاظ سے دیکھو اور پھر اس کے مقابلہ میں اس کے کاموں کی وسعت کو دیکھو۔ کوئی شخص اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ جو کام جماعت احمدیہ کر رہی ہے وہ کوئی اور قوم نہیں کر رہی۔ غیر احمدی اخبارات میں چھپتا رہتا ہے کہ کام کرنے والی ایک ہی جماعت ہے۔ اور وہ جماعت احمدیہ ہے۔ رُوس، فرانس، ہالینڈ۔ آسٹریلیا، امریکہ، انگلینڈ وغیرہ ممالک میں ہماری طرف سے اسلام کی تبلیغ ہوئی۔ اور اب تو لوگ ہم سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ ہمارے ملک میں آکر تبلیغ کرو۔ چنانچہ ایران سے مطالبہ آیا ہے کہ بہائیوں کے مقابلہ کے لئے احمدیوں کو آنا چاہیئے۔ بعض لوگ آریوں کا کام مقابلہ میں پیش کرتے ہیں۔ مگر ان لوگوں کے مالوں اور ہمارے مالوں کو دیکھو۔ پھر اُن کے کاموں کی وسعت اور ہمارے کاموں کی وسعت کو دیکھو . . . . !!!

جماعتِ احمدیہ کے کام کی اہمیت کا اُن لوگوں کو بھی اقرار ہے جو جماعت میں داخل نہیں ہیں بلکہ جو اسلام کے دشمن ہیں۔ وہ بھی اقرار کرتے ہیں۔ ابھی کلکتہ میں ڈاکٹر زویمر کے لیکچر ہوئے۔ یہ ڈاکٹر صاحب عیسائیوں میں سے سب سے زیادہ اسلام کے متعلق واقفیت رکھنے کے مدعی ہیں۔ مصر میں ایک رسالہ "مسلم ورلڈ" نکالتے ہیں۔ پچھلی دفعہ جب آئے تو قادیان بھی آئے تھے۔ اور یہاں سے جا کر انہوں نے بعض دُوسرے شہروں میں اشتہار دیا تھا کہ وہ ڈاکٹر زویمر جو قادیان سے بھی ہو آیا ہے اُن کا لیکچر ہوگا۔ کچھ عرصہ ہوا وہ کلکتہ گئے اور وہاں انہوں نے لیکچر دیا۔ مولوی عبد القادر صاحب ایم۔ اے پروفیسر جو میری ایک بیوی کے بھائی ہیں انہوں نے کچھ سوال کرنے چاہے۔ اس پر دریافت کیا گیا کہ کیا آپ احمدی ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اس پر کہہ دیا گیا ہم احمدیوں سے مباحثہ نہیں کرتے۔ مصر میں انہیں صاحب کی کوشش سے کئی آدمی مسیحی بنائے گئے ہیں۔ اتفاقاً ایک شخص ایک احمدی کو جو اُن دنوں مصر میں تھے مل گیا۔ انہوں نے اُسے احمدی نقطۂ نگاہ سے دلائل سمجھائے۔ وہ پادری زویمر صاحب کے پاس گیا اور جا کر گفتگو کی اور کہا حضرت مسیحؑ زندہ نہیں بلکہ قرآن کریم کی رُو سے فوت ہو گئے اس پر پادری صاحب نے کہا کہ کسی احمدی سے تو تم نہیں ملے؟ اُس مصری نے کہا کہ ہاں ملا ہوں۔ یہ جواب سُن کر وہ گھبرا گئے۔ اور آئندہ بات کرنے سے انکار کر دیا۔ غرض خدا کے فضل سے ہماری جماعت کو مذہبی دنیا میں ایسی اہمیت حاصل ہو رہی ہے کہ دُنیا حیران ہے اور یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل ہے اور آپ کے اِس کام کا کوئی انکار نہیں کر سکتا ⁂

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی دُعا

گزشتہ دو ماہ فتح و صلح (دسمبر و جنوری) میں چندہ تحریک جدید ادا کرنے والوں کے اسماء مع رقوم سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دُعا کے لئے ارسال کئے گئے تھے۔ حضور نے دُعا فرمائی اور "جزاکم اللہ" تحریر فرمایا۔ ایسی تفصیل بابت ماہ تبلیغ (فروری) بھی دُعا کے لئے عرض کی گئی ہے۔

براہِ کرم احباب اور جماعتیں توجہ فرمائیں :-

(۱) جنہوں نے ابھی تک سالِ رواں کے وعدے نہیں کئے جلد از جلد بھجوائیں۔

(۲) سالِ رواں کے قریباً ساڑھے چار ماہ گذر چکے ہیں۔ جلد ادائیگی کرنے سے وہ اتنی ہی جلد حضور کی دُعائیں حاصل کرنے اور ثواب پانے کا موقعہ پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ سب کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسلامی حمیت و غیرت

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

اُنیسویں صدی کے انقلابات

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی حالت سے متعلق خبر دیتے ہوتے فرمایا تھا کہ اسلام کا صرف نام رہ جائیگا اور قرآن کے صرف الفاظ۔ یعنی علم و عمل دونوں باقی نہ رہیں گے۔ چنانچہ اُنیسویں صدی عیسوی پر گہری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس صدی کے آخر تک ایک طرف تو یورپ و امریکہ میں نئی نئی ایجادات و اختراعات ظہور پذیر ہو رہی تھیں، اور رسل و رسائل کی سہولت کی وجہ سے دنیا ایک شہر کی حیثیت اختیار کرتی جا رہی تھی۔ تو دُوسری طرف مشرق و مغرب میں مذہبی لحاظ سے ایک انقلاب پیدا ہوتا چلا جا رہا تھا۔ جس کا زیادہ تر رجحان غیر معقول مذہبی اعتقادات اور توہمات کا جوئا اُتار پھینکنے اور پُرانے مذہبی خیالات سے بیزاری کی طرف تھا۔ چنانچہ انیسویں صدی میں، اس قسم کی بہت سی تحریکیں اٹھیں جو رفتہ رفتہ دنیا داری، دہریت اور الحاد کی رَو میں بہہ گئیں۔ مشرقی دنیا نے مغربیت سے مرعوب ہو کر اپنی رُوحِ حیات کو گنوا دیا تو مغرب نے مادی نظریات کا شکار ہو کر اُس جوہرِ نایاب کو کھو دیا جو انبیاءؑ کے ذریعہ ہدایت و راستی کے لئے دیا جاتا ہے۔ اور رُوحانی اعتبار سے تمام دنیا ظہر الفساد فی البرّ والبحر کا نقشہ دوبارہ پیش کرنے لگی۔ اسلام اور مسلمانوں کیلئے خاص طور پر یہ زمانہ انواع و اقسام کی مشکلات اپنے ساتھ لایا۔ مسلمان ایک طرف مغربیّت اور اس کے فلسفہ اور ایجادات سے مرعُوب تھے تو دُوسری طرف کم علمی کا شکار تھے۔ عیسائی مشنریوں نے مسلمانوں کی ان کمزوریوں سے خوب فائدہ اُٹھایا اور ہزاروں کی تعداد میں مسلمان عیسائیت کو قبول کرتے چلے جا رہے تھے۔ اسلام پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے تھے اور مسلمانوں پر انتہائی قنوطیّت کا عالم طاری تھا۔ اور یوں معلوم ہو رہا تھا کہ اِسلام کا یہ مُرجھایا ہوا پودا اب شاید سرسبز نہ ہو سکے۔ چنانچہ مولانا الطاف حسین حالی مرحوم نے ۱۸۷۹ء میں اپنی مسدس میں اس کا تفصیلی نقشہ کھینچتے ہوئے یہاں تک لکھا کہ ؎

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بناتے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم قضا ہے
فریاد ہے اے کشتیٔ امت کے نگہباں
بیڑہ یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

مُسلمان لیڈروں کی کاوشیں

اِن حالات میں مسلمان زعماء اور علماء نے اپنے اپنے رنگ میں اپنے جذبات کی ترجمانی کی اور دردمندی کا اظہار کرتے ہوئے مسلمانوں کی اس حالت میں تبدیلی کی کوشش کی۔ اور اس میں شک نہیں کہ انہوں نے محنت اور مشقتیں اٹھا کر پورے زور کے ساتھ مسلمانوں کو اُوپر اُٹھانے کی کوشش کی۔ اُن میں سے نمایاں حیثیت رکھنے والے سر سیّد احمد خان۔ سید جمال الدین افغانی۔ نواب اعظم یار جنگ۔ مولوی چراغ علی۔ سید امیر علی۔ پروفیسر صلاح الدین وغیرہ تھے۔ ان سب نے اپنے اپنے حالات اور اپنے رنگ میں کام کیا اور بعض نے قابلِ قدر کام کیا۔ مگر ان کی کاوشوں پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح رنگ میں ہمارے سامنے آتی ہے کہ اُن کی تمام کوششیں مسلمانوں کو معزز اور باوقار قوم بنانے تک ہی محدود تھیں۔ اِسلام کا دفاع اور اُسے دیگر ادیان پر اس رنگ میں افضل ثابت کرنا کہ عوام کیلئے اِسلام جاذبِ نظر اور موجبِ کشش ہو سکے یہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ اگرچہ انہوں نے اسلام کے خلاف کئے گئے اعتراضات کا جواب دینے کی کوشش کی مگر وہ کوشش خود اپنی ذات میں اپنی کمزوری کے اعتراف پر دلالت کرتی ہے۔ مثال کے طور پر جن اعتراضات کا جواب نہ بن پڑا اُن مسائل ہی کو انہوں نے غلط قرار دیا۔ اس سلسلہ میں واضح مثال سر سیّد احمد خان صاحب مرحوم کی دی جاسکتی ہے۔ اِن کے بارے میں سید حبیب صاحب سابق ایڈیٹر اخبار "سیاست" اپنی کتاب "تحریکِ قادیان" میں لکھتے ہیں:

"مذہبی حملوں کا جواب دینے میں البتہ سر سیّد کامیاب نہیں ہوئے اس لئے کہ انہوں نے ہر معجزے سے انکار کیا۔ اور ہر مسئلہ کو بزعم خود عقلِ انسانی کے مطابق ثابت کرنے کی کوشش کی ۔۔۔۔ نتیجہ یہ نکلا کہ نیچری پر دیا غنڈا زور پکڑ گیا اور علی گڑھ کالج مسلمانوں کی بجائے ایک قسم کے ملحد پیدا کرنے لگا ۔۔۔۔"

(تحریکِ قادیان صفحہ ۲۰۷ مطبوعہ ۱۹۳۳ء)

الغرض مذکورہ مسلمان لیڈروں اور علماء میں سے کسی ایک نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ اسلام کی صداقت کو دیگر ادیان پر ثابت کر سکتا ہے۔ حضرت رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کو پُر حکمت ثابت کر سکتا ہے۔ اور آج بھی دنیا پر قرآن مجید اور اِسلام کی فضیلت واضح کر سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی حالت

ان تمام پُر آشوب حالات اور ضعفِ اسلام کو دیکھ کر قادیان کی ایک چھوٹی سی بستی میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا دل تڑپ اُٹھا آپؑ نے اس زمانہ کا نقشہ یوں کھینچا ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچوں افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچوں زین العابدین

دین اسلام کی اس کمزوری۔ مخالفینِ اسلام کے دلآزار حملے اور مسلمانوں کی اسلامی حمیت کے فقدان کو دیکھ کر آپؑ بیقرار ہو اُٹھے، آپؑ کی اسلامی حمیّت و غیرت نے خاموش رہنا گوارا نہ کیا اور تنِ تنہا تمام مخالفین سے ٹکرانے کے لئے تیار ہو گئے چنانچہ آپؑ نے اپنے جذبات کا اظہار یوں فرمایا ؎

میرے آنسو اِس غمِ دلسوز سے تھمتے نہیں
دیں کا گھر ویراں ہے دُنیا کے ہیں عالی منار
دیکھ سکتا ہی نہیں مَیں ضعفِ دینِ مصطفےٰؐ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

ایک ایمان افروز روایت

اِسلام کی یہ حالت دیکھ کر جو اضطراب اور بے چینی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تھی اس کا کچھ اندازہ حضرت مولوی فتح الدین صاحبؓ دھرم کوٹی کی اس روایت سے ہو جاتا ہے جو وہ حضورؑ کے ابتدائی زمانے کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ:۔

"مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور اکثر حاضر ہوا کرتا تھا اور کئی مرتبہ حضُور کے پاس ہی رات کو بھی قیام کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ مَیں نے دیکھا کہ آدھی رات کے قریب حضرت صاحب بہت بیقراری سے تڑپ رہے ہیں اور ایک کونہ سے دُوسرے کونہ کی طرف تڑپتے ہوئے چلے جاتے ہیں جیسے کہ ماہی بے آب تڑپتی ہے یا کوئی مریض شدّتِ درد کی وجہ سے تڑپ رہا ہوتا ہے۔ مَیں اس حالت کو دیکھ کر سخت ڈر گیا اور بہت فکرمند ہوا۔ اور دل میں کچھ ایسا خوف طاری ہوا کہ اس وقت مَیں پریشانی میں ہی مبہوت لیٹا رہا۔ یہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ حالت جاتی رہی صبح مَیں نے اس واقعہ کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ذکر کیا کہ رات کو میری آنکھوں نے اس قسم کا نظارہ دیکھا ہے کیا حضور کو کوئی تکلیف تھی یا دردِ گُردہ وغیرہ کا دَورہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلامؑ نے فرمایا "میاں فتح دین کیا تم اس وقت جاگتے تھے؟ اصل بات یہ ہے جس وقت ہمیں اسلام کی مہم یاد آتی ہے اور جو جو مصیبتیں اس وقت اسلام پر آ رہی ہیں اُن کا خیال آتا ہے تو ہماری طبیعت سخت بے چین ہو جاتی ہے اور یہ اسلام ہی کا درد ہے جو ہمیں اِس طرح بے قرار کر دیتا ہے۔"

(سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ ۲۹)

حضورؑ کی انتھک کوشش

دیگر مسلمان لیڈروں اور علماء کے مقابل پر صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ السّلام ہی کی یہ خصوصیت ہے کہ آپؑ نے اپنی زندگی اِسلام کی صداقت و حقانیت ظاہر کرنے اور قرآن مجید اور محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کے اثبات کے لئے وقف فرما دی۔ اور پھر نہایت مستحکم بنیادوں پر ایک ایسی جماعت آپؑ قائم کر گئے جو آپؑ کے اِس مشن کو جاری رکھ رہی ہے اور ان شاء اللہ جاری رکھتی چلی جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی صرف یہ آرزو ہی نہیں تھی کہ اِسلام کی فضیلت اور اس کا غلبہ تمام ادیان پر ظاہر ہو بلکہ اس کے لئے آپؑ نے انتھک کوشش کی اور اپنی ساری عُمر اسی مقصد میں گذار دی۔ چنانچہ اِسلام کے خلاف وہ اعتراضات جنہیں سُن کر آپ کا سینہ چھلنی اور آنکھیں اشکبار ہو ہو جاتی تھیں آپؑ نے جمع کرنے شروع کئے۔ خود حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"مَیں سولہ سترہ برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا ہوں اور اُن کے اعتراضوں پر غور کرتا ہوں۔ مَیں نے اپنی جگہ اُن اعتراضوں کو جمع کیا ہے جو عیسائی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں۔ ان کی تعداد تین ہزار کے قریب پہنچتی ہے۔"

(الحکم جلد ۵ نمبر ۱۶)

اِس فہم اور عمیق مطالعہ کے بعد آپؑ نے سب سے پہلے اپنی مشہورِ عالم تصنیف براہین احمدیہ میں جو حقانیتِ اسلام سے متعلق ٹھوس اور مدلل مضامین سے پُر ہے ایک انعامی اشتہار دیا جو دراصل تمام ادیان کے زعماء کے لئے ایک چیلنج ہے۔

حضور فرماتے ہیں:۔

"مَیں جو مصنّف اس کتاب براہین احمدیہ کا ہوں، یہ اشتہار اپنی طرف سے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ بمقابلہ جمیع اربابِ مذہب اور ملّت کے جو حقانیتِ فرقان مجید اور نبوت حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہیں اتماماً للحجۃ شائع کر کے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرتا ہوں، کہ اگر کوئی صاحب منکرین میں سے مشارکت اپنی کتاب کی فرقان مجید

اور صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اسی کتاب مقدس سے اخذ کر کے کی ہیں، اپنی الہامی کتاب میں سے ثابت کر کے دکھلا دے یا اگر تعداد میں اُن کے برابر پیش نہ کر سکے تو نصف اُن سے یا ثلث اُن سے یا ربع اُن سے یا خمس اُن سے نکال کر پیش کرے، یا اگر بکلی پیش کرنے سے عاجز ہو، تو ہمارے دلائل کو نمبر وار توڑ دے تو ان سب صورتوں میں بشرطیکہ تین منصف منقولہ فریقین بالاتفاق یہ رائے ظاہر کر دیں کہ ایفاء شرط جیسا کہ چاہئے تھا ظہور میں آ گیا۔ میں مشتہر ایسے مجیب کو بلا عذرے وحیلتے اپنی جائیداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض و دخل دیدوں گا۔"

(اشتہار انعامی ملحقہ براہین احمدیہ)

اس کتاب اور اشتہار کا شائع ہونا تھا کہ خرمنِ کفر و ضلالت پر بجلی گری اور مخالفین کے کیمپ میں کھلبلی مچ گئی۔ کہاں تو یہ حال تھا کہ مخالفینِ اسلام بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے تھے، اور مسلمان ان حملوں سے نڈھال ہوتے جا رہے تھے اور کہاں یہ حال کہ بساط ہی اُلٹ گئی۔ مخالفینِ اسلام کو اب اپنے گھر کی فکر پڑ گئی۔ اور مسلمانوں کے چہرے خوشی سے تمتما اُٹھے اور آج تک جبکہ اس تصنیف کو شائع ہوتے قریباً نوّے سال ہو رہے ہیں، کوئی بھی مخالف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل کا بدل اپنی کتب مقدسہ سے پیش کرنا تو دور کی بات رہی انہیں توڑ بھی نہیں سکا۔

یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کی بیمثال جدوجہد، بے نظیر اسلامی حمیت وغیرت اور انتھک کوشش کا نتیجہ تھا کہ اسلام کو تر نوالہ سمجھنے والے پادری اب پھر اسلام کی نشأۃِ ثانیہ سے تھرانے لگے۔ اور اسلام کے بالمقابل دیگر تمام ادیان کے پرچم سرنگوں ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام کے اس سطوت وغلبہ کا اظہار کس یقین سے بیان فرماتے ہیں:-

"اب کوئی پادری تو میرے سامنے لاؤ جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی پیشگوئی نہیں کی۔ یاد رکھو کہ وہ زمانہ مجھ سے پہلے ہی گذر گیا۔ اب وہ زمانہ آ گیا جس میں خدا یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ رسول محمد عربی جس کو گالیاں دی گئیں، جس کے نام کی بے عزتی کی گئی جس کی تکذیب میں بدقسمت پادریوں نے کئی لاکھ کتابیں اس زمانہ میں لکھ کر شائع کر دیں، وہی سچا اور سچوں کا سردار ہے۔ . . . . . . اُس کے غلاموں اور خادموں میں سے ایک میں ہوں جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے اور جس پر خدا کے غیبوں اور نشانوں کا دروازہ کھولا گیا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷۴)

الغرض براہین احمدیہ کی تصنیف و اشاعت ۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۸ء تک کا زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عملی رنگ میں اسلام کے لئے قلمی جہاد میں بسر کیا اور نہایت جوانمردی اور استقلال کے ساتھ اسلام کا دفاع کرتے ہوئے ایک جدید علم کلام کو رائج فرمایا۔ بلاشبہ آپ اسلام کے بطلِ جلیل اور فتح نصیب جرنیل تھے کہ آپ نے اسلامی حمیت وغیرت کا پورا حق ادا کیا جس پر آپ کی اسّی سے زائد کتب شاہد و ناطق ہیں۔

کسرِ صلیب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسلامی غیرت کا ایک اور بڑا زبردست نمونہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر یہ انکشاف ہوا کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں تو آپ نے اپنوں اور غیروں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسلام کی سربلندی کے لئے قرآن مجید اور تاریخ سے اس بات کا ثبوت مہیا فرمایا کہ حضرت مسیح ناصریؑ دیگر انبیاء کی طرح فوت ہو چکے ہیں اور دوسری طرف اناجیل سے بھی یہ ثبوت بہم پہنچایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر سے زندہ اُتار لئے گئے تھے۔ اس طرح آپ نے نہ صرف یہ کہ کسرِ صلیب کا زبردست کارنامہ سرانجام دیا بلکہ اسلام کے شکست خوردہ محاذ کو مضبوط ترین دفاعی مورچہ میں تبدیل کر دیا کہ جس کے آگے کوئی عیسائی ٹھہر نہیں سکتا۔ آپ نے اس نظریے کی بناء پر کفر کے فتوؤں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے صلیبی عقیدہ کے پاش پاش کرنے اور اسلام کی زندگی کے لئے مردانہ وار ہر قسم کی مشکلات میں سے گذر کر اور اسلام کے پہلوان بن کر مدافعتِ اسلام کا زریں اور بے نظیر کام سرانجام دیا۔ چنانچہ اسی اسلامی حمیت اور غیرت کی آئینہ دار آپ کی یہ عبارت ہے کہ:-

"خوب یاد رکھو کہ بجز موتِ مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آ سکتی سو اس سے فائدہ کیا کہ برخلاف تعلیم قرآن اس کو زندہ سمجھا جائے **اس کو مرنے دو تا یہ دین زندہ ہو**۔ . . . . . . پس ہمارے مخالف جیسا کہ قرآن کو چھوڑتے ہیں ویسا ہی سنّت کو چھوڑتے ہیں کیونکہ مرنا ہمارے نبیؐ کی سنت ہے۔ اگر عیسیٰ زندہ تھا تو مرنے میں ہمارے رسول کی بےعزتی تھی۔ سو تم نہ اہلسنت ہو نہ اہل قرآن جب تک عیسیٰ کی موت کے قائل نہ ہو۔"

(کشتی نوح صفحہ ۱۵، ۱۶ تقطیع کلاں)

اسی طرح حضورؑ فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ کی عادت نہیں ہے کہ دوبارہ دنیا میں لوگوں کو بھیجا کرے ورنہ ہمیں تو عیسیٰ کی نسبت حضرت سیدنا محمد مصطفیٰؐ کے دوبارہ دنیا میں آنے کی زیادہ ضرورت تھی اور اسی میں ہماری خوشی تھی . . . . لعنت ہے ایسے اعتقاد پر جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین لازم آوے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱۷، ۱۸)

پس حقیقت یہی ہے کہ اسلامی غیرت اور حیاتِ مسیح کبھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے ؎

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہِ جہاں ہمارا

غیروں کا اعتراف

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو عظیم الشان اور جلیل القدر اسلامی خدمات سرانجام دیں وہ سب آپ کی اسلامی حمیت وغیرت کا بین ثبوت ہیں جس کا اعتراف کرنے پر غیر بھی مجبور ہو گئے۔ والفضل ما شہدت بہ الاعداءُ۔

● مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے حضورؑ کی تصنیف "براہین احمدیہ" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:-

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔" (اشاعۃ السنۃ جلد ۷ نمبر ۶ صفحہ ۱۷۶)

"اس کا مؤلف اسلام کی مالی، جانی قلمی و لسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد ۷ نمبر ۶ صفحہ ۱۶۹)

پھر لکھا:-

"مؤلف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی عزت رکھ لی ہے اور مخالفینِ اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدی کی ہے۔ اور یہ منادی اکثر روئے زمین پر کر دی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے۔ اور اس کی صداقت دلائل عقلیہ قرآنیہ و معجزات نبویہ محمدیہ بچشم خود دیکھ لے۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد ۷ نمبر ۱۱ صفحہ ۳۴۸)

● مولانا ابوالکلام آزاد نے اخبار "وکیل" امرتسر میں لکھا:-

". . . . غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنیوالی نسلوں کو گرانبارِ احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا۔ اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ اُن کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔"

(بحوالہ بدر ۱۸ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۲-۳)

● "علیگڈھ انسٹی ٹیوٹ" علیگڈھ نے لکھا کہ:-

"بیشک مرحوم اسلام کا ایک بڑا پہلوان تھا۔"

(بحوالہ تشحیذ الاذہان جلد ۳ نمبر ۸ ۱۹۰۸ء)

● "صادق الاخبار" ریواڑی نے لکھا:-

"مرزا صاحب نے اپنی پر زور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفینِ اسلام کو اُن کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دے کر ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا ہے اور کر دکھایا ہے کہ حق حق ہی ہے اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایتِ اسلام کا کما حقہ ادا کر کے خدمت دین اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔"

(بحوالہ تشحیذ الاذہان جلد ۳ نمبر ۸ ۱۹۰۸ء)

● مشہور مفکر احرار چوہدری افضل حق صاحب نے تحریر کیا:-

"آریہ سماج کے معرضِ وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسدِ بیجان تھا جس میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی . . . . . مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اُٹھا۔ ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بڑھا . . . . . اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے بلکہ دنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔"

("فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں" طبع دوم صفحہ ۲۴)

ایک فعّال جماعت کا قیام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان کوششوں کا شیریں ثمر ایک فعّال جماعت کا قیام ہے جو اپنے اندر موجودہ دور میں اسلامی غیرت اور اسلام کا صحیح درد رکھنے میں یگانہ ہے۔ یہی وہ واحد جماعت ہے جس کے ذریعہ زمین کے چپہ چپہ پر آج پیغام توحید پہنچ رہا ہے، جس نے تثلیث کے گڑھوں میں قریباً ساڑھے تین سو مساجد تعمیر کیں، قرآن مجید کے تراجم شائع کئے اور ہزارہا سعید روحوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل کیا۔ پس جماعت احمدیہ کا وجود خود ایک زبردست ثبوت ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسلامی حمیت و غیرت کا۔ اور بلاشبہ آپ نے دینِ اسلام کو دوبارہ زندہ کر دیا ۞

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرآنی خدمات

از مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم بنگلور (میسور)

جانم کباب شد زغمِ ایں کتابِ پاک
چنداں بسوختم کہ خود امیدِ جاں نماند
یارب چہ جوہرِ علم قرآں مقدّراست
یا خود دریں زمانہ کسے راز داں نماند
صد بار رنقش ہا کنم از خسرمی اگر
بینم کہ حسنِ دلکشِ فرقاں نہاں نماند

تمہید

جیسا کہ قرآن مجید میں پیشگوئی تھی وَقَالَ الرَّسُولُ يَارَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا (الفرقان ۳۱)

ترجمہ:۔ اور رسولؐ نے فرمایا اے میرے ربّ! میری قوم نے تو اس قرآن کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا ہے۔

اور حدیث کی پیشگوئی کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں قرآن صرف رسم الخط کے طور پر رہ جائے گا۔ یہ پیشگوئیاں پوری آب و تاب کے ساتھ اس زمانہ پر منطبق ہو چکی ہیں۔ اور یہ مصرعہ بھی اسی زمانہ کا ہے کہ

"مسلماناں درگور و مسلمانی در کتاب"

اس زمانہ کے مسلمانوں کی قرآن سے دوری کا یہ عالم تھا کہ کوئی کہتا تھا کہ قرآن کے دس پارے غائب ہیں۔ کوئی کہتا تھا کہ اس کا فلاں حصہ غائب ہے۔ بعض کے عقاید تھے کہ حدیث کو قرآن پر ترجیح ہے۔ بعض اس کی آیات کو منسوخ سمجھ رہے تھے۔ بعض ایسے پرانے زمانے کے لئے جب کہ دنیا غیر مہذب تھی، واجب العمل سمجھتے تھے اور موجودہ زمانہ کے لئے ان کا خیال تھا کہ یہ تعلیم کام نہیں دے سکتی۔ بعض عیسائیوں کے ہمنوا سمجھتے تھے کہ آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے وہ کس دین کی پیروی کریں گے اور کس شریعت پر لوگوں کو چلائیں گے یہ بھی ان کے لئے اشکال تھا۔

غرض وہ قرآن جس نے جن و انس کو اپنی نظیر پیش کرنے کا چیلنج دے کر ۱۳۰۰ سال تک کسی کو دم مارنے نہ دیا اس زمانہ میں پادریوں کے ہاتھوں علماء اسلام شکست کھا رہے تھے بلکہ تاریخ اسلام میں پہلی مرتبہ ارتداد عظیم کا نمونہ دیکھ رہے تھے عین اس وقت پر جب کہ مسلمانوں پر چاروں طرف سے مایوسی طاری تھی۔ گمراہی اپنا دامن ساری دنیا پر پھیلا چکی تھی۔ ان حالات میں جب کہ مدافعتِ اسلام کا میدان بالکل خالی پڑا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اپنا وعدہ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ اس ذکر یعنی قرآن کو ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کریں گے (الحجر ۱۰) یاد فرما کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ یہ اعلان کروایا ؎

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

آپؑ نے ان لوگوں کو جو سمجھتے تھے کہ گو قرآن دین دنیا میں مٹ چکے ہیں مگر قرآن موجود ہے لہٰذا دنیا میں گمراہی نہیں پھیل سکتی۔ ان کی سادہ لوحی کا جواب دیا۔ حضور فرماتے ہیں ؎

وحی و دینِ خدا است ہمچوں توام
یک چو گم شد دگر گم ہم

یعنی وحیٔ خدا اور دینِ خدا توام بچوں کی طرح ہیں جن میں سے ایک کے گم ہونے سے دوسرا خود بخود گم ہو جایا کرتا ہے۔!

مندرجہ بالا فارسی کلام میں حضور نے اسی خوفناک زمانے کا نقشہ کھینچا ہے۔ نیز اپنی قرآن مجید کے بارہ میں دردمندی کا اظہار فرمایا ہے۔

پیدائشی قرآن دانی کی حقیقت

عام طور پر لوگوں کا خیال ہے کہ شاید خود بخود یا نام نہاد دینی مدارس اور سکولوں سے ہر کس و ناکس قرآن سیکھ کر قرآنی علوم کا ماہر بن سکتا ہے۔ لیکن اس کی حقیقت زمانہ کے مامور سے بڑھ کر کون سمجھا سکتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں ؎

خود بخود فہمیدنِ قرآں گمانِ باطل است
ہر کہ از خود آورد او نجس و مردار آورد

ظاہر ہے کہ خدا کے کلام کو خدا سے ہی انسان پا سکتا ہے۔ اور اس کی حقیقت جو وہ خود قرآن میں بیان فرماتا ہے

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْإِنسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ وہ رحمٰن خدا ہی ہے جس نے قرآن سکھایا ہے اس نے انسان کو بنایا اور اسے فصاحت و بیان بخشا۔

قرآنی علوم کے حصول کا وسیلہ

حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہ پر خدا تعالیٰ نے بذریعہ الہام یہ منکشف فرمایا اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْآنِ یعنی تمام قسم کی بھلائیاں قرآن کریم میں ہیں اور یہ بھی الہاماً بتایا کہ كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ ہر ایک برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی (تذکرہ صفحہ ۵۶۹)

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام اسی مبارک استاد سے فیضیاب ہونے کا یوں ذکر فرماتے ہیں ؎

دگر استاد را نامے نہ دانم
کہ خواندم در دبستانِ محمد

بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ میرے پہاڑوں کے برابر بھی اعمال ہوتے تو وہ نعمتیں جو آپ کو ملی ہیں کبھی نہ پا سکتے۔ یہ صرف اور صرف آپ کو اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملی ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

قرآن دانی میں اپنے آقا کی برتری کا اظہار

جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآنی علوم سے بیشمار حصہ محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل پایا۔ مگر آپ نے ہمیشہ اپنے آقا کے عالی منصب کا احترام بخوبی ملحوظ رکھا اور آقا کے مقابلے میں اپنے آپ کو ناچیز قرار دیا۔ لیکن اپنے آقا کی فضیلت کا جابجا چرچا فرمایا۔ جیسا کہ فرماتے ہیں ؎

ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرۂ زبحرِ کمالِ محمد است

اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں ؎

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

آپ کو کس شان کے قرآنی علوم ملے

آپ نے سب سے پہلے دس ہزار روپے کے انعامی چیلنج کے ساتھ دنیا کے سامنے اپنی کتاب "براہین احمدیہ" کو شائع فرمایا تھا۔ جس کا لوہا دنیا نے تسلیم کیا۔ اس کتاب میں قرآن مجید کے محاسن خصوصیات، فضائل اور اس کی برتری پر بے نظیر دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ مگر ماموریت کے دعوے کے بعد جب آپ پر علوم قرآن کی بارش ہوئی اور آپ نے مسلسل اسیؔ سے زاید معرکۃ الآراء کتب کے ذریعہ یہ علوم پانی کی طرح بہا دئے۔ اس زمانہ کے لوگوں نے ان علوم کی قدر نہ کی جیسا کہ ہر مامور کے ساتھ ابنائے دنیا کا طریق رہا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں ؎

ذرہ بودم مرا بنواختند
چوں خورے گشتم زچشم انداختند

اس کے بعد آپ نے یہ اعلان کیا کہ موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کا یہ خیال کہ قرآن شریف کے علوم سلف صالحہ یا گزشتہ علماء کی بیان کردہ باتوں پر ختم ہو چکے ہیں۔ جو کچھ انہوں نے فرما دیا یا لکھ دیا ہے اس پر قرآن کی تفسیر کا خاتمہ ہے ایک بالکل غلط اور مہلک خیال ہے۔ آپ نے لکھا کہ مجھے خدا نے بتایا ہے کہ جس طرح یہ ظاہری دنیا ایک مادی عالم ہے جس میں سے ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق مادی خزانے نکلتے رہتے ہیں اسی طرح قرآن شریف ایک روحانی عالم ہے جس کے روحانی اور علمی خزانے کبھی ختم نہیں ہوں گے اور جس طرح قرآنی شریعت کے مکمل ہو چکنے کے باوجود اسلام کے علمی حصہ میں نمو اور ترقی کا سلسلہ جاری رہے گا اور یہی قرآن کا بڑا معجزہ ہے۔ اسی اصل کے ماتحت آپ نے یہ دعوے کیا کہ چونکہ خدا تعالیٰ نے مجھے قرآن شریف کی خدمت کے لئے مبعوث کیا ہے اسی لئے مجھے قرآن کی وہ سمجھ عطا کی ہے جو موجودہ زمانہ میں کسی اور کو عطا نہیں کی گئی۔ اسی اصل کے ماتحت آپ نے دنیا کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا اور فرمایا کہ اس زمانہ میں دنیا کا کوئی شخص اس بات میں میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آپ کے بار بار چیلنج کرنے پر بھی کسی کو آگے آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ آپ نے دوسرے مذاہب والوں کو بھی دعوت دی کہ وہ میرے مقابل پر آ کر اپنی اپنی مذہبی کتابوں کے حقائق و معارف بیان کریں اور میں قرآن کے حقائق و معارف بیان کروں گا اور پھر دیکھا جائے کہ کس کی کتاب زیادہ بہتر اور زیادہ معارف کا خزانہ ہے۔ اور کون فریق حق پر ہے اور کون باطل پر۔ مگر کوئی شخص آپ کے سامنے نہ آیا۔

پھر فرماتے ہیں خدا تعالیٰ نے مجھے چار نشان دیئے ہیں (۱) قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت و فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے (۲) میں قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ (۳) میں کثرتِ قبولیتِ دعا کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو دعاؤں کا مقابلہ کر سکے۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ میری دعائیں بیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے۔ (۴) میں غیبی اخبار کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس

کا مقابلہ کر سکے۔

مذکورہ بالا دو قسم کے نشانوں سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآنی برکات و فیوض کے اظہار کیلئے خدا تعالیٰ نے آپ کو بے مثل مقام بخشا تھا۔

قرآنی تفسیر کے بیش بہا نمونے

اگرچہ تفسیر نویسی کے مقابلہ میں کوئی آپ کے سامنے نہ آیا مگر آپ نے اپنے طور پر جو تصانیف فرمائیں ان میں قرآن شریف کی متعدد آیات کی ایسی لطیف تفسیر بیان کی جو پہلے کسی کتاب میں بیان نہیں ہوئی اور آپ کی بیان کردہ تفسیر نے قرآن مجید کے کمال کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا چنانچہ یہ تصنیف "آئینہ کمالات اسلام" ہے جس میں علاوہ تفسیر قرآن کے علاوہ اپنے مضامین کی لطافت و ندرت کے لحاظ سے ایک نہایت اعلیٰ شان رکھتی ہے اور حقیقۃً ایسے آئینہ کا حکم رکھتی ہے جس میں اسلام کا خوبصورت چہرہ درخشاں ہو کر نظر آنے لگتا ہے۔ اس میں قرآنی آیات سے اسلام کی حقیقت، روحانی سلوک کے مدارج، ملائکۃ اللہ کی حقیقت اور ان کے کام، روح القدس کا فلسفہ، معجزہ کی حقیقت، اجرام سماوی کی تاثیرات وغیرہ پر لطیف اور مبسوط بحث ہے۔ اسی طرح عربی میں "التبلیغ" آپ نے تصنیف فرمائی جسے پڑھ کر ایک اہل زبان نے آپ کی خدمت میں لکھا کہ اسے پڑھ کر میرے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ سر کے بل رقص کرتا ہوا قادیان تک آؤں۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۸ ۱۹۰۱ء) آپ نے قرآن مجید کی تفسیر میں جن مضامین پر قلم اٹھایا ہے ان کی تفصیل کے لئے یہ مختصر سا مضمون متحمل نہیں ہو سکتا۔ آپ نے نہ صرف قرآن کے بارے میں معترضین اور معاندین اور متلاشیان حق کے سوالات، استفسارات و اعتراضات کے تسلی بخش جوابات دئے ہیں بلکہ زندگی کے ہر پہلو پر بیش بہا قرآنی خزانوں کے انبار لگا دئے ہیں۔ ان سب کے مطالعہ کے بغیر ان سے لطف اندوز ہونا ممکن نہیں ہے۔

عربی دانی کا چیلنج

آپ نے اکیس کے قریب عربی زبان میں کتب تصنیف کیں۔ ملک ہند، عرب و عجم بلکہ دنیا بھر کے علماء کو مقابلہ کی دعوت دی اور فرمایا کہ کوئی ایک فرد مقابلہ نہ کر سکتا ہو تو میری طرف سے اجازت ہے کہ سب مل کر میرے مقابل پر آؤ۔ میرے جیسی فصیح و بلیغ اور پر معارف عربی لکھ کر دکھاؤ۔ آپ کی کتب میں نثر ہی نہیں نظمیں بھی ہیں جو ہر بحر اور قافیہ میں ہیں۔ کیا کوئی انسان از خود ایسا دعوےٰ کر سکتا ہے؟ فوق کل ذی علم علیم۔ ہاں مگر وہ ایسا دعوےٰ کر سکتا ہے جس کا معلم ثانی خدا ہو۔ اسی حقیقت کا حضرت اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

یہ صرف آپ کی حسن ظنی نہ تھی بلکہ بارگاہ رب العزت سے آپ کے کلام کے بارہ میں مجموعی طور پر یہ سرٹیفکیٹ آپ نے پایا

در کلام تو چیزیست کہ شعراء را دراں دخلے نیست

یعنی آپ کے کلام میں وہ جوہر ہے جس میں شعراء کو دخل نہیں۔ چنانچہ تحدیث بالنعمت کے طور پر آپ اس کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔

مَا کَسَبْتُ شَیْئًا مِنْ مُلَحِ الْاَدَبِ وَ نَوَادِرِہٖ وَلٰکِنْ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ غَالِبًا عَلٰی نَادِرِہٖ وَھٰذِہٖ اٰیَۃٌ مِّنْ رَّبِّیْ لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ وَاِنِّیْ اَظْھَرْتُھَا رَجَائِیْ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ جَزَاءَ الشَّاکِرِیْنَ وَلَا اُلْحَقُ بِالَّذِیْنَ لَا یَشْکُرُوْنَ

(آئینہ کمالات اسلام)

ترجمہ:- میں نے ادب کے عمدہ و عجیب کلمات اور اس کے عجیب و غریب اور فصیح الفاظ جن میں جدت اور ندرت پائی جاتی ہے بزور محنت حاصل نہیں کئے۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے قادر الکلام ادیبوں پر غلبہ بخشا ہے اور میرے رب کی طرف سے اہل علم لوگوں کے لئے ایک نشان ہے۔ اور میں نے اس امر کا اظہار صرف اس نیت سے کیا ہے تا شکر کرنے والوں کی طرح مجھے بدلہ دیا جائے اور ان لوگوں میں میرا شمار نہ ہو، جو ناشکر گزار ہیں۔

اسی طرح نثر کا حال ہے خدا تعالیٰ نے عرش سے آپ کو "سلطان القلم" کی آسمانی ڈگری سے سرفراز فرمایا۔ جس کا غیروں بلکہ دشمنوں نے بھی اعتراف کیا ہے وَالْحَقُّ مَا شَہِدَتْ بِہِ الْاَعْدَاءُ آپ کا نثر کا کلام بھی مقفیٰ بھی اور غیر مقفیٰ بھی۔ مسجع بھی اور غیر مسجع بھی۔ آسان بھی مشکل بھی۔ اور ادب کے ہر میدان میں آپ نے گھوڑے کو ڈالا اور شاہسواری کا حق ادا کر دیا۔ تا ایں عرصہ گزرنے پر بھی کسی کو مقابلہ کی جرأت نہ ہو سکی۔ ان کتب میں سے مندرجہ ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ التبلیغ۔ حمامۃ البشریٰ۔ منن الرحمٰن۔ نجم الہدیٰ۔ لجۃ النور۔ خطبہ الہامیہ۔ الہدیٰ۔ اعجاز المسیح۔ سیرۃ الابدال۔ حضور کی یہ علمی خدمت بھی قرآنی کمال کو آشکار کرنے کی ایک زبردست کڑی ہے۔

عربی کے اُمّ الالسنہ ہونے کے متعلق اعلان

آپ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر دنیا میں سب سے پہلی مرتبہ پورے وثوق یقین اور دلائل کے ساتھ یہ اعلان فرمایا کہ عربی زبان ام الالسنہ ہے۔ یعنی وہ تمام زبانوں کی ماں ہے جس سے دنیا کی موجودہ دور کی تمام زبانیں نکلی ہیں۔ گو یہ علمی تحقیق تھی مگر اس کا جوڑ بھی آگے جا کر قرآن کی خدمت سے مل جاتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ واقعی عربی زبان ام الالسنہ ہے تو پھر اس دعوے کی بھاری روشنی پڑتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور قرآن آخری اور عالمگیر شریعت ہے نیز یہ کہ دنیائے اسلام کے اتحاد کے لئے اس زبان کو اپنانے کی راہ ہموار ہو جاتی ہے۔ چنانچہ آپ نے اس تحقیق کے اعلان کے ساتھ مسلمانوں کو عربی سیکھنے کی زبردست تحریک فرمائی۔ اور اپنی جماعت میں عربی کو رواج دینے کے لئے سلسلۂ اسباق جاری فرمایا۔

قرآنی علوم سے امت مسلمہ کے اختلافات کا فیصلہ اور ان کے عقائد کی اصلاح

آپ نے قرآن حدیث اور سنت کا مقام واضح فرمایا۔ قرآن کے ارفع اور اعلیٰ مقام کو ثابت فرماتے ہوئے مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں جو اختلافات صدیوں سے چلے آ رہے ہیں، آپ نے قرآن کو حَکَم کا مصدق یا مکذب اور قاضی قرار دے کر ان کا فیصلہ فرمایا۔ اس طرح قرآن کی عظمت پھر دنیا میں آپ کے ذریعہ قائم ہوئی

قرآن مجید کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ

آپ نے مسلمانوں کے ایک طبقہ کی اس غلطی کا مدلل ازالہ فرمایا کہ خدانخواستہ قرآن کا کوئی حصہ غائب ہے۔ آپ نے فرمایا یہ ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ اور اس کا ایک ایک شعشہ زیر زبر بسم اللہ کی باء سے والناس کی سین تک محفوظ ہے۔ نہ ہی اس کا کوئی حصہ غائب ہوا ہے اور نہ اس میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔ آسمان کے نیچے کوئی شریعت انسانی دست برد سے محفوظ ہے تو صرف یہی ہے

۲- قرآن کے بارہ میں ایک لمبے عرصہ سے یہ شک پھیلا ہوا تھا کہ اس کی کچھ آیات منسوخ ہیں۔ حتیٰ کہ پانچ آیات سے پانچ سو آیات تک کے بارہ میں یہ خیال رواج پا چکا تھا۔ آپ نے جن آیات کو منسوخ سمجھا جاتا تھا ان کے ایسے معارف بیان فرمائے ہیں جن کو سن کر دشمن بھی حیران ہو گئے۔ اب وہی غیر احمدی جو بعض آیات کو منسوخ سمجھتے تھے دشمنان اسلام کے سامنے انہی آیات کو پیش کر کے اسلام کی برتری ثابت کرتے ہیں۔

۳- قرآن مجید کے بارہ میں یہ غلط فہمی پھیلی ہوئی تھی کہ اس کے مضامین کی کوئی خاص ترتیب نہیں ہے اور وہ یہ نہ جانتے تھے کہ آیت کے ساتھ آیت اور لفظ کے ساتھ لفظ کا کیا جوڑ ہے۔ بلکہ وہ بسا اوقات تقدیم و تاخیر کے نام سے قرآن کی ترتیب کو بدل دیتے تھے۔ آپ نے آریوں کے مقابلہ میں دعوےٰ فرمایا کہ قرآن میں نہ صرف معنوی بلکہ ظاہری ترتیب کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اسی طرح تکرار مضامین کی حکمت اور تاریخی واقعات کی صحت کو بھی واضح فرمایا اور ثابت فرمایا کہ اس کے دعوے بے دلیل نہیں۔ یہ علوم یقینیہ کو رد نہیں کرتا۔ قرآن حدیث کے تابع نہیں یہ مجمل کتاب نہیں بلکہ مکمل کتاب ہے۔ اس کے احکام وقتی نہیں دائمی ہیں۔ قرآن مجید زندہ کتاب ہے۔ عالمگیر شریعت ہے۔ تمام سماوی کتابوں پر اس کی فضیلت اور برتری ثابت فرمائی۔ اس کے انوار و برکات کے عملی اظہار کے لئے ناقابل تردید ثبوت مہیا فرمائے۔ یہ چند امور بطور مشتے از خروارے پیش کئے ہیں۔

قرآن مجید کے ذریعہ بے مثل علم الکلام

تمام ادیان کے مقابلہ میں آپ نے قرآن سے ہر مسئلہ پر دعوےٰ اور دلیل پیش فرمائے۔ اس طرح آپ نے قرآن اور دوسری کتب کا فرق نمایاں فرما دیا۔ جلسہ مذاہب عالم کے موقع پر آپ نے قبل از وقت پیشگوئی فرمائی کہ جلسہ کے موقع پر آپ کا مضمون سب پر غالب رہے گا۔ چنانچہ ۱۸۹۶ء میں لاہور جیسے علمی مرکز میں آپ کا یہ مضمون سننے کیلئے پیشگوئی کی عظمت سے متاثر ہو کر بے شمار لوگوں نے آپ کا یہ مضمون سنا۔ مقامی اخبارات اور حاضرین نے یک زبان ہو کر آسمانی نشان کی صداقت کا اقرار آفتاب آمد دلیل آفتاب کے طور پر کیا آپ کا یہ لیکچر قرآن کی ایک جامع اور اچھوتی تفسیر ہے جو "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے عنوان سے شائع ہو کر اس قدر مقبول ہوا کہ اسے متعدد زبانوں میں ترجمہ کرا کے دنیا میں پھیلایا گیا ہے ہر ملک کا ذی علم طبقہ اسے پڑھ کر عش عش کر اٹھا۔ جو اسلوب اور طرز استدلال آپ نے اس کتاب میں استعمال فرمایا ہے یہی طریق آپ کے سارے علم کلام میں کارفرما ہے۔ غرض اختلافی مسائل اور اقوام عالم میں تبلیغ کے لئے ایسا علم کلام آپ نے یادگار چھوڑا ہے۔ لاریب آپ کے علم کلام کو ہاتھ میں لے کر تبلیغی جہاد کرنے والوں کے سامنے شرق و غرب کے علماء دم نہیں مار سکتے۔ آپ کا یہ کارنامہ وَجَاھِدْھُمْ بِہٖ جِھَادًا کَبِیْرًا کی حقیقی اور عملی تفسیر ہے۔ کتنی زبردست ہے یہ خدمت کہ یہی قرآن غیر احمدیوں کے ہاتھوں میں ان کی شکست کا موجب بن رہا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں ایسے معارف کے خزانوں کے ساتھ دیا کہ دنیا میں آپ اسے استعمال کر کے فتح نصیب جرنیل کہلائے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ اَلْحَقُّ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی حرف بحرف سچا ثابت ہوا۔

کلام اللہ کا شرف ظاہر کرنے والا عظیم الشان نشان

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو دنیا کو مسیح اور مہدی کے ظہور کی خبر دی تھی اس میں پہلے سے "رجل" اور "رجال" کے الفاظ نیز یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ میں یہ راز مخفی تھا جو وقت پر کھلا

(باقی صفحہ ۔۔ پر ملاحظہ ہو)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منصب اور مقام

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے اس وقت دعوے فرمایا جبکہ اسلام اور مسلمان اندرونی و بیرونی حملوں سے دوچار ہو کر مایوسی اور قنوطیت کے شکار ہو چکے تھے۔ ایک طرف اندرونی طور پر مسلمان اسلام اور قرآن کریم سے دور ہو کر ضلالت اور گمراہی کی انتہائی گہرائی میں جا پڑے تھے تو دوسری طرف دشمنانِ اسلام اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے اس رنگ میں حملہ آور ہوئے تھے کہ انہیں یقین ہو چلا تھا کہ چند سالوں کے اندر اسلام دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جائے گا۔

ایسے ہی مایوس کن حالات میں جب کہ علماء اسلام اور اکابرین امت کہلانے والوں کو اس طوفانِ ضلالت سے اسلام کی نجات کا کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا تھا۔ اور مسلمانانِ عالم زبانِ حال سے پکار رہے تھے کہ خدا تعالےٰ اپنے وعدوں کے مطابق کسی مسیحا نفس کو کھڑا کرے جو اس جسدِ بے جان میں روح پھونکے۔ اور تجدید و احیاءِ دین کا فریضہ سر انجام دے۔ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور و مرسل ہو کر اس مقام پر فائز کئے گئے اور آپ نے دعویٰ فرمایا :-

مَاتَتِ الْقُلُوْبُ وَکَثُرَتِ الذُّنُوْب
وَاشْتَدَّتِ الْکُرُوْبُ فَعِنْدَ ھٰذِہٖ
لَیْلَۃِ اللَّیْلَاءِ وَظُلُمَاتِ الْعَوْجَاءِ
اِقْتَضٰی رَحْمُ اللّٰہِ نُوْرَ السَّمَاءِ فَاَنَا
ذٰلِکَ النُّوْرُ وَالْمُجَدِّدُ الْمَامُوْرُ
وَالْعَبْدُ الْمَنْصُوْرُ وَالْمَھْدِیُّ الْمَعْہُوْدُ
وَالْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْد

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷-۱۸)

یعنی دل مرجھا گئے۔ گناہ کی کثرت ہو گئی۔ اور سخت بے چینیاں شروع ہو گئیں۔ اس تاریک رات میں اور اس سخت طوفان کی ظلمتوں میں اللہ تعالےٰ کے رحم نے آسمانی نور کا تقاضا کیا پس میں وہ نور ہوں میں مامور و مجدد اور بندۂ منصور ہوں۔ اور میں مہدیٔ مسعود اور مسیح موعود ہوں

نیز آپ نے تمام دنیا کو دعوت دی کہ

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار
میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

غرض اللہ تعالےٰ نے آپ کو ظلمت و تاریکی کے اس پر آشوب دور میں جب دنیا ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا نمونہ پیش کر رہی تھی امام زمان مسیح موعود اور مہدیٔ معہود کے منصب و مقام پر فائز فرمایا۔ چونکہ آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والے مسیح محمدی صلعم کو حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کا مقام بھی عطا فرمایا تھا اس لئے آپ ارشادِ خداوندی کے مطابق ظلّی و بروزی نبوت سے بھی سرفراز ہوئے

امام الزمان

اسلام کے تا قیامت قائم رہنے والے ایک زندہ مذہب کے ثبوت کے طور پر حضرت رسولِ عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ امتِ محمدیہ میں کوئی زمانہ بھی ایسا نہ رہے گا جس میں خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی امام کھڑا نہ ہو اور ایسے امامِ زمان کو قبول کرنا مسلمانوں کا فریضہ قرار دیتے ہوئے اور امام الزمان کو قبول نہ کرنے والوں کو انذار کرتے ہوئے حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً جو اپنے زمانہ کے امام کو شناخت کر کے قبول نہیں کرتا وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے اپنے امام الزمان ہونے کے مقام کو واضح کرتے ہوئے فرمایا :-

"یاد رہے کہ امام الزمان کے لفظ میں نبی، رسول، محدث، مجدد سب داخل ہیں مگر جو لوگ ارشاد و ہدایتِ خلق اللہ کے لئے مامور نہیں ہوئے اور نہ وہ کمالات ان کو دیئے گئے وہ گو ولی ہوں یا ابدال ہوں امام الزمان نہیں کہلا سکتے۔

اب بالآخر یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزمان کون ہے؟ جس کی پیروی تمام عام مسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنا خدا تعالےٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام الزمان میں ہوں"

(ضرورت الامام صفحہ ۲۴)

اسی طرح حضورؑ ایک اور موقع پر فرماتے ہیں :-

"اگر یہ سوال ہو کہ تمہارے حَکَم (امام الزمان) ہونے کا ثبوت کیا ہے؟ اس کا یہ جواب ہے کہ جس زمانہ کے لئے حَکَم آنا چاہیئے تھا وہ زمانہ موجود ہے اور جس قوم کی صلیبی غلطیوں کی حَکَم (امام الزمان) نے اصلاح کرنی تھی وہ قوم موجود ہے اور جن نشانوں نے اس حَکَم (امام الزمان) پر گواہی دینی تھی نشان ظہور میں آ چکے ہیں۔ اور اب بھی نشانوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آسمان نشان ظاہر کر رہا ہے زمین نشان ظاہر کر رہی ہے۔ اور مبارک وہ جن کی آنکھیں اب بند نہ رہیں" (ضرورت الامام صفحہ ۳۲)

"اور بہت سے نشان مجھ سے ظاہر ہوئے جس کے صدہا ہندو اور مسلمان گواہ ہیں جن کو میں نے ذکر نہیں کیا ان تمام وجوہ سے میں امام الزمان ہوں اور خدا میری تائید میں ہے۔ اور وہ میرے لئے ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے۔ اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ جو شرارت سے میرے مقابل پر کھڑا ہوگا وہ ذلیل اور شرمندہ کیا جائیگا"

(ضرورت الامام صفحہ ۳۴)

امام مہدی

اس امت میں آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والے امام مہدی علیہ السلام کے متعلق حضرت مخبر صادق محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم یوں بشارت دیتے ہیں :-

یُوْشِکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ اَنْ یَّلْقٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَھْدِیًّا حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱)

یعنی قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ ہو وہ عیسیٰ بن مریم سے اس کے امام مہدی اور حَکَم و عَدل ہونے کی حالت میں ملاقات کرے وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کرینگے

حضرت سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاں آخری زمانہ میں آنے والے مہدی علیہ السلام کی بشارت دی وہاں دوسری جگہ امام مہدی کے زمانہ کا ایک عظیم الشان امتیازی نشان بھی بیان فرمایا ہے تاکہ ان کی شناخت میں آسانی رہے۔ حضور فرماتے ہیں :-

اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ

(دارقطنی جلد اول صفحہ ۱۸۸)

یعنی ہمارے مہدی کی شناخت اور صداقت کو ثابت کرنے کے لئے دو عظیم الشان نشانات ظاہر ہوں گے۔ اس قسم کے نشانات جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں ظہور پذیر نہیں ہوئے ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ ایک ہی رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات یعنی ۱۳ ماہ رمضان کو چاند گرہن ہوگا۔ اور اسی رمضان میں سورج گرہن کے دنوں میں سے درمیانی دن یعنی ۲۸ رمضان کو سورج گرہن ہوگا

حضرت احمد القادیانی علیہ السلام نے ۱۸۹۱ء میں مہدی موعود ہونے کا دعوے فرمایا۔ اور اس دعوے کے تیسرے ہی سال بیان فرمودہ عظیم الشان علامت آسمان پر ظاہر ہوئی۔ یعنی ۱۸۹۴ء کے ماہ رمضان میں معینہ تاریخوں میں پہلے چاند کو اور پھر سورج کو گرہن لگا۔ نہ صرف ایک دفعہ بلکہ یہی نشان رمضان کے مہینہ میں معین مقررہ تاریخوں میں ۱۸۹۵ء میں دوسری دنیا کو بھی دکھایا تاکہ مشرق و مغرب اس نشان کے پورا ہونے کے گواہ رہیں۔ اس طرح مذکورہ نشان نے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی صداقت پر مہرِ تصدیق ثبت فرمائی۔

مسیح موعودؑ

آخری زمانہ کے اس امام مہدی کو استعارہ اور مجاز کے طور پر احادیثِ نبویہ میں ابنِ مریم یا عیسیٰ بھی قرار دیا گیا ہے چنانچہ حضور سرورِ کائنات صلعم فرماتے ہیں کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔ یعنی اے مسلمانو! بوجہ تنزل تمہاری حالت کس قدر قابلِ رحم ہوگی جب تم میں ابنِ مریم نازل ہوں گے اور وہ تم ہی میں سے تمہارے امام ہونگے (صحیح بخاری)

یعنی یہ امام امتِ محمدیہ میں سے ہی آئیں گے۔ باہر سے نہیں۔ اس حدیث میں آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ ابن مریم کے مشابہ اور روحانی ایک مسیح موعود کے نزول کا ذکر ہے۔

مسلمانوں کا ایک کثیر گروہ اس امر کا قائل ہے کہ امتِ محمدیہ کا یہ موعود مسیح اور موعود مہدی دو الگ الگ وجود اور شخصیتیں ہیں۔ حالانکہ حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اس مسئلہ کا بھی دوٹوک فیصلہ فرما دیا ہے

احادیث نبویہ اس امر پر ناطق ہیں کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخصیت کے دو الگ الگ نام اور لقب ہیں جو باعتبارِ صفات متعددہ الگ الگ بیان کر دئے گئے ہیں ورنہ ان کی شخصیت ایک ہی ہے۔

آخری زمانہ میں مسلمانوں میں رونما ہونے والے دو فتنوں کا انسداد حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کے سپرد تھا۔ یعنی ایک طرف امتِ مسلمہ کی حالت افسوسناک حد تک خراب ہو جائے گی۔ تو دوسری طرف اسلام کے خلاف عیسائیت حملہ آور ہوگی۔ اس پُرفتن زمانہ میں آپ مسلمانوں کی اصلاح کریں گے۔ اس لئے آپؑ کو مہدی کے لقب سے نوازا گیا۔ اور اس حیثیت سے کہ آپ فتنۂ صلیب اور عیسائیت کا مقابلہ کریں گے آپؑ کو امتِ محمدیہ کا مسیح قرار دیا گیا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تصریحاً اور وضاحتاً اس مسئلہ کو حل فرمایا چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں :۔

عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اِمَامًا مَھْدِیًّا وَّ حَکَمًا عَدَلًا (مسند احمد)

کہ عیسےٰ موعود ہی امام مہدی اور حَکَم و عَدَل ہوں گے۔

یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ مُصَدِّقًا بِمُحَمَّدٍ عَلٰی مِلَّتِہٖ اِمَامًا مَھْدِیًّا (طبرانی)

یعنی عیسیٰ ابن مریم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہوئے آپؐ کی امت میں امام مہدی بن کر آئیں گے۔

نیز ایک جگہ واضح رنگ میں فرمایا ہے جسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ

لَا الْمَھْدِیُّ اِلَّا عِیْسٰی

کہ مسیح موعود کے سوا دوسرا کوئی مہدی موعود نہ ہوگا۔

غرض آخری زمانہ میں آنے والے امام زماں مجدّدِ اعظم۔ امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں وہ سب کی سب حضرت مرزا غلام احمد القادیانی علیہ السلام کی ذاتِ اقدس میں کمال شان اور جلال سے پوری ہوئیں اور آپ کا یہ دعویٰ ہے

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمُحَمَّدِیُّ وَاَحْمَدُ الْمَھْدِیُّ

یعنی اے لوگو! میں ہی مسیح محمدی ہوں۔ اور میں ہی احمد مہدی ہوں۔ اسلام اور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی شان و شوکت کو دوبالا کرنے والا ہے۔

اپنے مہدی آخرالزماں اور مسیح موعود کے منصب پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

"اب اس زمانہ میں دنیا اختلافات سے بھر گئی۔ ایک طرف یہودی کچھ کہتے ہیں اور عیسائی کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ اور امتِ محمدیہ میں الگ باہمی اختلافات ہیں اور دوسرے مشرکین سب کے برخلاف رائیں ظاہر کرتے ہیں۔ اور اس قدر نئے مذاہب اور نئے عقاید پیدا ہو گئے ہیں کہ گویا ہر ایک انسان ایک خاص مذہب رکھتا ہے۔ اس لئے بموجب سنت اللہ کے ضروری تھا کہ ان سب اختلافات کا تصفیہ کرنے کے لئے کوئی حَکَم آتا سو اسی حَکَم کا نام مسیح موعود اور مہدی مسعود رکھا گیا۔ یعنی باعتبار خارجی نزاعوں کے تصفیہ کے اس کا نام مسیح ٹھیرا اور باعتبار اندرونی جھگڑوں کا فیصلہ کرنے کے اس کو مہدی معہود کر کے پکارا گیا۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۱)

پھر فرمایا :۔

"میں صدی کے سر پر مبعوث کیا گیا تا اس امت کے دین کی تجدید کروں اور ایک حَکَم بن کر ان کے اختلافات کو درمیان سے اٹھاؤں اور صلیب کو آسمانی نشانوں کے ساتھ توڑ دوں اور قوّتِ الٰہی سے زمین میں تبدیلی پیدا کروں۔"
(نجم الہدیٰ صفحہ ۵۹)

مقامِ نبوت

امام آخرالزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور غلامی کے نتیجہ میں حاصل شدہ ظلّی و بروزی نبوت کا بھی دعوےٰ فرمایا ہے حضرت رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والے مسیح موعود کو نبی اللہ کے خطاب سے بھی نوازا ہے ملاحظہ ہو :۔

وَیُحْصَرُ نَبِیُّ اللّٰہِ عِیْسٰی وَاَصْحَابُہٗ ۔۔۔۔۔ فَیَرْغَبُ نَبِیُّ اللّٰہِ عِیْسٰی وَاَصْحَابُہٗ ۔۔۔۔۔ ثُمَّ یَھْبِطُ عِیْسٰی نَبِیُّ اللّٰہِ وَاَصْحَابُہٗ ۔۔۔۔۔ فَیَرْغَبُ عِیْسٰی نَبِیُّ اللّٰہِ وَاَصْحَابُہٗ اِلَی اللّٰہِ (صحیح مسلم باب خروج الدجال)

یعنی جب مسیح موعود یاجوج ماجوج کے زور کے زمانہ میں آئیں گے تو مسیح نبی اللہ اور ان کے صحابی دشمن کے نرغہ میں محصور ہو جائیں گے۔ ۔۔۔۔ تو پھر مسیح نبی اللہ اور ان کے صحابہ خدا کے حضور رجوع کریں گے ۔۔۔۔ پھر مسیح نبی اللہ اور ان کے صحابہ ایک خاص جگہ میں اتریں گے۔ ۔۔۔۔ پھر نبی اللہ اور ان کے صحابی خدا تعالیٰ کے حضور تضرّع سے رجوع کریں گے۔

اس طرح حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے چار جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اللہ کے خطاب سے نوازا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مقامِ نبوت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضِ نبوت کی وجہ سے نبی ہوں" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

"میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرتِ مکالمت و مخاطبتِ الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ و مخاطبہ کے تو آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکمِ الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔"
(حقیقۃ الوحی تتمہ صفحہ ۶۸)

وَلَا یَقُوْلُ ھٰذَا الْعَبْدُ اِلَّا مَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا یَخْرُجُ قَوْمًا مِّنَ الْھُدٰی وَیَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ سَمَّانِیْ نَبِیًّا بِوَحْیِہٖ وَکَذٰلِکَ سُمِّیْتُ مِنْ قَبْلُ عَلٰی لِسَانِ رَسُوْلِنَا الْمُصْطَفٰی وَلَیْسَ مُرَادُہٗ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا کَثْرَۃَ مُکَالَمَۃِ اللّٰہِ وَکَثْرَۃَ اَنْبَاءٍ مِّنَ اللّٰہِ وَکَثْرَۃَ مَا یُوْحٰی
(الاستفتاء صفحہ ۱۶)

یعنی اس بندے نے صرف وہی کہا ہے کہ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اور راہِ راست سے ایک قدم بھی باہر نہیں نکالا۔ وہ صرف یہی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کے ذریعہ میرا نام نبی رکھا ہے۔ اور اسی طرح حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہی نام رکھا گیا ہوں۔ اس نبوت سے مکالمۂ الٰہیہ و مخاطبہ الٰہیہ اور وحیٔ الٰہی کی کثرت ہی مراد ہے۔

"وَالنُّبُوَّۃُ قَدِ انْقَطَعَتْ بَعْدَ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا کِتَابَ بَعْدَ الْفُرْقَانِ الَّذِیْ ھُوَ خَیْرُ الصُّحُفِ السَّابِقَۃِ وَلَا شَرِیْعَۃَ بَعْدَ الشَّرِیْعَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ بَیْدَ اَنِّیْ سُمِّیْتُ نَبِیًّا عَلٰی لِسَانِ خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ ۔۔۔۔ وَمَا عَنَی اللّٰہُ مِنْ نُبُوَّتِیْ اِلَّا کَثْرَۃَ الْمُکَالَمَۃِ وَالْمُخَاطَبَۃِ"
(الاستفتاء صفحہ ۶۴)

"ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حقیقی نبوت تو منقطع ہو گئی ہے اور تمام سابقہ کتب میں سے افضل فرقان حمید ہے جس کے بعد کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں۔ اور نہ شریعت محمدیہ کے بعد کوئی شریعت آئے گی۔ باوجود اس کے خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت زبان سے میرا نام نبی رکھا گیا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک میری نبوت سے کثرت مکالمہ و مخاطبہ ہی مراد ہے۔"

پھر فرمایا :۔

"ہمارا دعوےٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاعی لفظی ہے خدا تعالےٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں۔ اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں۔"
(بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی متعدد کتابوں اور رسالوں میں اپنے مقامِ نبوت غیر تشریعی کا ذکر فرمایا تھا۔

یہاں پر ضمنی طور پر ایک بات کا ذکر کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ جماعتِ احمدیہ کی ایک شاخ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے چند سال بعد آپ کے اس عالیشان مقام کا انکار کر کے خارجین اور منحرفین کے گروہ میں شامل ہو گئی۔ میرا مطلب ہمارے پیغامی بھائیوں سے ہے۔

پیغامیوں کے بانی اور ان کے سابق امیر مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود کی زندگی میں بھی اور آپ کے بعد حضرت خلیفہ اولؓ کے عہدِ باسعادت میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا اقرار کرتے رہے۔ چنانچہ ایک موقع پر مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں :۔

"ایسا ہی ایک نبی اس وقت بھی خدا تعالےٰ نے مبعوث فرمایا ہے لیکن لوگوں نے اسی طرح اس کا انکار کیا جیسا کہ پہلے نبیوں کا۔ کاش کہ یہ لوگ اس وقت غور کرتے اور سوچتے کہ کیا وہ نشان ان کو نہیں دکھلائے گئے جو کوئی انسان نہیں دکھلا سکتا۔ اور کیا وہ اسی طرح پر گناہ سے نجات نہیں دیتا جس طرح پہلے نبیوں نے دی۔ اور ایک ہمہ عالم اور ہمہ طاقت ہستی کے متعلق وہی یقین ان کے دلوں میں پیدا نہیں کرتا جو پہلی امتوں میں پیدا کیا گیا۔ ایسا ہی نبی مرزا غلام احمد قادیانی ہیں"
(ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ نمبر ۷ بابت ماہ جولائی ۱۹۰۴ء صفحہ ۲۲۸)

اسی طرح حضرت خلیفہ اول کے زمانہ میں اخبار "پیغام صلح" (جو موجودہ پیغامیوں کا آرگن ہے) کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کا حلفیہ بیان بھی ملاحظہ ہو :۔

"ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت میں اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے خدا تعالےٰ کو جو دلوں کے بھیدوں کو جاننے والا ہے (باقی ۱۵ پر)

ذکرِ حبیب علیہ السلام

از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے مولف اصحابِ احمد قادیان

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مقامِ عالی کے باعث خلقِ عظیم پر فائز تھے آپ میں بھاری کشش تھی۔ احباب آپ پر پروانوں کی طرح گرتے تھے۔ اور آپ کی محبت کی خاطر قادیان میں ہجرت کر آتے تھے یا بار بار آنے پر مجبور ہوتے تھے۔ اس وقت قادیان کی یہ حالت تھی کہ لنگر کیلئے آٹا وغیرہ سامان باہر سے منگوانا پڑتا تھا۔ تار بٹالہ سے ڈاک میں موصول ہوتی تھی اور تار دینے کے لئے گویا بارہ میل پر جانا پڑتا تھا۔ جو ان ایام میں آسان سفر نہ تھا۔ مولانا ابوالاثر صاحب آہ (برادر مولانا ابوالکلام آزاد۔ وزیر تعلیم حکومت ہند) ۱۹۰۵ء میں قادیان آئے۔ انہوں نے اخبار وکیل امرتسر میں اپنے تاثرات میں بیان کیا ہے کہ میرے منہ میں تکلیف تھی۔ حضرت مرزا صاحب نے گورداسپور سے پاؤ (ڈبل) روٹی منگوائی ان حالات میں کسی کو ہجرت کی تلقین کرنا یا کسی کا ہجرت کرنا ظاہر کرتا ہے کہ حضور علیہ السلام کی ذات کو اللہ تعالیٰ نے باعث صد برکات بنایا تھا۔ اور حضور کی محبت میں احباب دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو جاتے تھے۔

حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹی تین سو تیرہ صحابہ میں سے تھے۔ اور آپ کے دونوں بیٹے بھی۔ چنانچہ اب صرف ایک ہی ان صحابہ میں سے باقی ہے۔ یعنی آپ کے فرزند حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی مقیم ربوہ۔ متعنا اللہ بطول حیاتہ۔ قیام بہشتی مقبرہ سے قبل وفات کے باوجود کچھ عرصہ قبل اجازت ملنے پر آپ کا یادگاری کتبہ چار دیواری مزار حضرت اقدس علیہ السلام کے اندر نصب ہوا ہے۔ آپ اپنے روزنامچہ میں ۳ر اکتوبر ۱۹۰۱ء کے تحت رقم فرماتے ہیں :-

"اس دفعہ حضرت نے تاکیداً فرمایا کہ یہاں چلے آؤ۔ اور عاجز نے بھی منظور کیا۔"

ایک خط کے جواب میں حضرت اقدسؑ نے آپ کو تحریر فرمایا :-

"بہت خوشی کی بات ہے کہ آپ تشریف لاویں۔ آپ کا یہاں کے لئے ..... تین چار ماہ تک کوئی بوجھ نہیں ایک یا دو انسان کا کیا بوجھ ہے پھر تین چار ماہ کے بعد شاید آپ کے لئے اللہ تعالیٰ اسی جگہ کوئی تجویز کھول دے۔ ومن یتوکل علی اللہ فهو حسبہ۔ سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ ہمارا اور آپ کی عمر کا آخری حصہ ہے۔ پھر دسہ کے لائق ایک گھنٹہ بھی نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ جدائی کی موت موجب حسرت ہو۔ موت انسان کے لئے قطعی حکم ہے۔ اور اس جگہ موت یعنی ایک جماعت میں نزولِ رحمت کی امید ہے۔ غرض ہماری طرف سے نہ صرف آپ کو اجازت بلکہ یہی مراد ہے کہ آپ اسی جگہ رہیں۔"

آپ ہجرت کر آئے اور جلد سازی، اور مدرسہ کے طلبار کے لئے قلم دوات پنسل کی فروخت کا معمولی کام کرنے لگے۔ ان ایام میں نہ صرف ذرائع معیشت بہت محدود ہی نہیں معدوم تھے۔ غیر مسلموں کا کوئی مکان کرایہ پر لیا جاتا تو وہ تنگ کرتے۔ اس زمانہ میں جبکہ ایک طالبعلم کے جملہ اخراجات تعلیم و طعام اڑھائی تین روپے میں بسہولت پورے ہو جاتے تھے اور نہایت چھوٹی بستی کے کسی چھوٹے سے کچے مکان کا ماہوار کرایہ تین روپے طلب کرنے سے محض دل آزاری مطلوب تھی۔ چنانچہ جولائی ۱۹۰۲ء میں حضور کی خدمت میں ایک عریضہ میں قاضی صاحب نے عرض کیا :-

"گھر کی نسبت یہ حال ہے کہ پرسوں ڈپٹی کے بیٹے نے بذریعہ ڈاک نوٹس دیا ہے کہ ایک ہفتہ تک مکان خالی کر دو ورنہ تین روپے ماہوار کرایہ واجب الادا ہوگا۔"

(اصحاب احمد جلد ششم صفحہ ۴۳ تا ۴۷)

خدا تعالیٰ کی شان ہے کہ اسی ڈپٹی کی ترکہ حویلی صدر انجمن احمدیہ قادیان نے خرید لی۔ اور دفاتر کا اکثر حصہ اس میں ہے۔ اور اتفاقاً خاکسار یہ مضمون اسی میں تحریر کر رہا ہے اور اس ڈپٹی کے خاندان کا ایک فرد بھی قادیان میں باقی نہیں رہا۔

(۲)

اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی نصرت خارق عادت طور پر کرتا ہے۔ چراغدین جمونی (جس کا تفصیلی ذکر حقیقۃ الوحی میں آتا ہے) پہلے احمدی تھا۔ پھر اس نے رسول ہونے کا دعوے کیا۔ اور حضرت اقدسؑ کو اپنے شیطانی الہام کے مطابق معاذ اللہ دجال کہا۔ اور لکھا کہ وہ حضور کو نیست و نابود کرنے کے لئے مبعوث ہوا ہے۔ ایک سال بعد اپنی دوسری کتاب میں اس نے مباہلہ کی دعا لکھی۔ لیکن کتابت ابھی کا پیاں مطبع میں پھر بھی نہیں بھیجی تھیں کہ پہلے اس کے دونوں لڑکے اور پھر خود ہلاک ہو گیا۔ اس کی پہلی کتاب کی طباعت کا پورا خرچ ایک عیسائی نے برداشت کیا تھا۔ چراغدین کے متعلق لوگوں نے بتایا کہ وہ بچوں کی وفات کے غم سے بیمار ہوا اور ان کا ذکر کر کے کہتا تھا کہ اب خدا بھی میرا مخالف ہو گیا ہے۔ اور ڈاکٹر سے (جس کی رائے میں اسے طاعون ہوئی تھی) اس نے کہا کہ اب خدا پر مجھے کوئی امید نہیں۔

حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب کے صاحبزادہ حضرت قاضی عبد الرحیم صاحب بھٹیؓ نے جموں سے ایک خط میں چراغدین جمونی کے مندرجہ بالا حالات حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں تحریر کرتے ہوئے بیان کیا تھا کہ اس کی بیوہ پر لوگ یاری آشنائی کا الزام لگاتے تھے ممکن ہے چراغدین کی زندگی میں ہی ایسی ہو وہ مقروض تھا۔ اس کی حالت یہاں تک گری ہوئی تھی کہ اس کی اور اس کے بچوں کی تکفین چندہ جمع کر کے ہوئی۔

قاضی صاحب نے ایک اور خط میں لکھا کہ یاری آشنائی کے تعلق میں میرا پہلا پرائیویٹ خط بدر میں شائع ہونے پر عیسائی اور مسلمان اس امر پر تلے ہوئے ہیں کہ اس عورت کی طرف سے عنقریب مجھ پر فوجداری مقدمہ دائر کروا دیا جائے۔ پیروی کے واسطے ایک بڑی کمیٹی مقرر ہوئی ہے۔ بظاہر ان کے باز رہنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ مقدمہ کی مجھ میں طاقت نہیں۔ ایک پیشی بھگتنی بھی بغیر سرمایہ کے ممکن نہیں۔ سو یہ مقدمہ میرے لئے سخت ابتلا ہے۔ حضور خاص توجہ سے دعا فرماویں

اس خط پر حضورؑ نے رقم فرمایا :-

"اس خط کو بہت محفوظ رکھا جائے اور اس کا جواب لکھ دیا جائے کہ اب صبر سے خدا تعالیٰ پر توکل کریں۔ دعا کی جائے گی۔"

ان لوگوں نے قریباً پانصد روپیہ ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ دائر کرنے کے لئے فراہم کر کے تیاری مکمل کر لی تھی۔ جس تاریخ کو مقدمہ دائر کرنا تھا اس روز صبح پتہ لگا کہ وہ عورت اپنے آشنا کے ساتھ غائب ہو گئی ہے۔ سو اس طرح اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب نے ایسے حالات پیدا کر دئے کہ وہ الزام بھی اس پر ثابت ہو گیا اور معاندین خائب و خاسر رہے۔

عجیب بات ہے کہ حضور کی اس تحریر والا خط تقسیم ملک کے وقت افراتفری میں گھر میں رہ گیا۔ ایک سکھ نے مکرم قاضی بشیر احمد صاحب (پسر حضرت قاضی عبد الرحیم صاحبؓ) سے کہا کہ آپ نے گھر سے کچھ لانا ہو تو آپ میرے ساتھ چلیں۔ چنانچہ اس کے ساتھ دارالبرکات شرقی والے مکان سے موصوف صرف وہ تھیلا لے آئے جس میں یہ خط اور حضور کے دیگر مکتوبات اور حضرات قاضی صاحبان کے روزنامچے تھے۔ گویا معجزانہ طور پر یہ تحریر کئی بیس سال بعد پھر محفوظ رہا۔ اور اب تک محفوظ ہے جس پر حضورؑ نے قلم مبارک سے رقم فرمایا تھا کہ :-

"اس خط کو بہت محفوظ رکھا جائے"

(" " صفحہ ۱۷۱ تا ۱۷۴)

(۳)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر اہم کام کے لئے استخارہ کرنا چاہیئے۔ ایک آسان صورت استخارہ درج کی جاتی ہے۔ محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہؓ دختر حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ موصوف کی روایت ہے کہ :-

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک گردین کے مقدمہ کے سلسلہ میں گورداسپور تشریف لے جانے والے تھے تو مجھے ارشاد فرمایا کہ امۃ الرحمٰن تم بھی اس مقدمہ کے متعلق استخارہ کرو۔ تو میں نے عرض کیا کہ حضور! مجھے تو استخارہ کی دعا نہیں آتی۔ تب حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم سونے سے پہلے گیارہ دفعہ درود پڑھ لو تو یہی دعا استخارہ کا کام دے گا۔ چنانچہ اس ارشاد پر میں نے عمل کیا اور اس کے بعد ہمیشہ میں درود پڑھ کر استخارہ کرتی ہوں۔ اور جب بھی کرتی ہوں تو مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضرور ہی استخارہ کا جواب مل جاتا ہے"

(" " صفحہ ۱۱۹)

(۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دست مبارک سے کام کرتے تھے۔ اور اس بارے میں خصوصاً امیر طبقہ کے لئے ایک اسوہ ہے جو اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو ہتک خیال کرتے ہیں۔ محترم ڈاکٹر ... الدین صاحب درویش نے (جو حج پر گئے ہوئے ہیں۔ احباب ان کی اور ان کے رفقاء کی بخیریت واپسی کے لئے دعا فرماتے رہیں) بیان کیا کہ ایک طالبعلم قادیان سے بھاگ گیا۔ تو حضور نے بورڈنگ سے دو تین تیز دوڑنے والے لڑکوں کو بلوایا۔ چنانچہ میں اور دو تین طلباء اور آئے

اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ والے
مکان کی تنگ سیڑھیوں سے جو حضرت سیدہ
ام ناصر رضی اللہ عنہا کے بالاخانہ کو جاتی ہیں حضور بہت
سی روٹیاں لائے اور فرمایا کہ راستہ میں بھوک
لگے گی یہ بھی ساتھ لیتے جاؤ۔ حضور کچھ سیڑھیاں
اتر آئے تھے وہاں پہنچ کر ہم نے روٹیاں
جھولی میں ڈال لیں۔ فرمایا ٹھہرو۔ میں سالن
لاتا ہوں۔ پھر حضور نے پتیلی لاکر روٹیوں
پر سالن ڈال دیا۔ ہم روانہ ہونے ہی والے
تھے کہ اتنے میں حضرت شیخ یعقوب علی صاحب
عرفانی اس طالب علم کو پکڑ کر لے آئے۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ
ایک دفعہ موضع بسراواں کی طرف سیر کر کے
واپس آتے ہوئے موضع بھینی کے ایک
مسلمان نے حضور کی خدمت میں تحفۃً گنے
پیش کرنا چاہے۔ تو میں وہ گٹھا دارالمسیح تک
آیا۔ وہاں سے حضور خود اٹھا کر زنانہ مکان
کے اندر لے گئے۔

(۵)

حضرت مستری عبدالسبحان صاحبؓ درویش
(مدفون بہشتی مقبرہ) بیان کرتے تھے کہ مجھے
ایسے بزرگ کی تلاش تھی جو دیدارِ الٰہی کرا
سکے۔ پیر دستگیر جناب الٰہیؒ کی برکات سے
محروم تھے۔ ایک سید صاحب نے روحانی
برکات سے محرومی کا اقرار کیا اور کہا کہ اس
صورت میں آپ کی جستجو کی تکمیل نہیں ہو سکتی
ہے۔ اور ایک فقیر کو اس حال میں پایا کہ گانے
وغیرہ کے علاوہ شراب کا بھی رسیا ہوتا تھا۔
ایک دوست کی ترغیب پر میں نے حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا تو حضور کا جواب
صادر ہوا کہ دل لگا کر نمازیں پڑھو۔ اور اپنی
زبان میں دعائیں مانگتے رہو۔ پھر انشاء اللہ
تعالیٰ ... دیکھنے کا۔

مستری صاحب پر حضور کے الفاظ کا ایسا
گہرا اثر ہوا وہ اس سے ظاہر ہے کہ آپ نے
بیعت کرنے کی توفیق پائی اور آپ پر حضور
علیہ السلام کی روحانی تاثیرات اس قدر غالب
آئیں کہ آپ بالآخر لاہور سے آکر قادیان کے
ہو رہے اور پارٹیشن کی سہولتیں میسر آنے
لگیں تب بھی لاہور اقارب کے پاس نہیں گئے
خدمتِ مفوضہ اور عبادت الٰہی میں مصروف
رہتے اور دمِ واپسیں تک آپ دیارِ یار
پر دھونی رمائے بیٹھے رہے اور بہشتی مقبرہ میں
مدفون ہو کر مِنْہُمْ مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ کے پاک گروہ
میں شامل ہو گئے۔

احباب کرام دعا فرماتے رہیں کہ صحابہ کرام
کی قلیل تعداد کی عمروں میں اللہ تعالیٰ برکت
دے اور تادیر ان کا زمانہ قائم رہے اور ہم
سب کو ان کے نقشِ قدم پر چلائے۔ آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منصب اور مقام

بقیہ صفحہ ۱۰

حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان
کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم
کی غلط فہمیاں پھیلانا محض بہتان
ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی
معہود کو اس زمانہ کا نبی، رسول
اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ اور
جو درجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے
کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان
سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ دنیا
کی نجات حضرت نبی کریم صلے اللہ
علیہ وسلم اور آپؐ کے غلام حضرت
مسیح موعود پر ایمان لائے بغیر نہیں
ہو سکتی۔ اس کے بعد ہم اس کے
خلیفہ برحق سیدنا و مرشدنا و
مولانا حضرت مولوی نورالدین
خلیفۃ المسیح کو بھی سچا پیشوا سمجھتے
ہیں اور اس اعلان کے بعد اگر کوئی
ہماری نسبت بدظنی پھیلانے سے
باز نہ آئے تو ہم اپنا معاملہ خدا
پر چھوڑتے ہیں۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ
اِلَی اللّٰہِ۔ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَاد
(اخبار پیغام صلح ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۲)

اس صاف اور واضح اقرار کے صرف
چند ہی ماہ بعد محض تکبر اور اباء کا طریق
اختیار کرتے ہوئے اور اپنے نام نہاد مقام کو
برقرار رکھنے کی غرض سے اور بغض محمودؓ
کے سبب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت
کے منکر ہو گئے۔ اور اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ کا نعرہ
لگاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے مقدس ہاتھوں سے قائم کی گئی اس جماعت
سے علیحدگی اختیار کر لی۔ بایں ہمہ جماعت کی
اکثریت کو حضور علیہ السلام کا صحیح مقام اور
مرتبہ جو خدا تعالیٰ نے عطا فرمایا شناخت کرنے
کی سعادت بخشی

الغرض اللہ تعالیٰ نے بانیٔ سلسلہ
عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ
السلام کو امام زماں مہدی آخر الزمان مسیح
موعود اور ظلی و بروزی نبوت کے جلیل القدر
منصب پر فائز فرمایا۔ آپؑ کی صداقت
کے ہزاروں دلائل اور براہین روزِ روشن
کی طرح دنیا میں ظاہر ہو چکے ہیں اور اب
بھی ظاہر ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ قیامت
تک ظاہر ہوتے رہیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ
ساری دنیا کو آپ کے دامن سے وابستہ ہو کر دائمی
امن و سکون پانے کی توفیق دے۔ آمین

مالی سال کا آخر

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا موجودہ مالی سال قریباً پانچ ہفتوں بعد ۳۰ اپریل کو ختم ہو رہا
ہے۔ جماعتوں کے بجٹ لازمی چندہ جات اور اس کے مقابل پر جماعتوں کی طرف سے عرصہ دس
ماہ میں جو وصولی ہوئی ہے اس کا جائزہ لینے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی متعدد جماعتوں کی طرف
سے لازمی چندہ جات کی وصولی بجٹ کے مطابق نہیں ہوئی اور کئی جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی وصولی
بجٹ کے مقابل پر تاحال برائے نام ہوئی ہے۔

چونکہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سالانہ اخراجات کی بنیاد جماعتوں کی طرف سے متوقع چندوں
کی آمد پر رکھی جاتی ہے اور سلسلہ کی ضروریات کے ماتحت قرض لے کر بھی اخراجات کو جاری رکھنا
پڑتا ہے اس امید پر کہ آخر مالی سال تک جماعتیں اپنے ذمہ کے واجبات ادا کر دیں گی۔ لیکن
جو جماعتیں اپنے مالی فرض کو سو فیصدی ادا کرنے سے کوتاہی کرتی ہیں ان کی وجہ سے جو غیر معمولی
زیرباری اور مشکلات کی صورت پیش آتی ہے اس کا اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں۔ اس سلسلہ
میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:-

”جو شخص خدا کے دین کی خدمت کے لئے کچھ دیتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے سودا کرتا
ہے اور اس سودے کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے خدا کے نزدیک جوابدہ ہے اور جس قدر
کمی رہتی ہے وہ اس کے نام لکھا جاتا ہے۔“

امید ہے کہ احباب جماعت حضور کے اس ارشاد کی روشنی میں اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہ پورا
کرنے کی طرف توجہ دیں گے اور موجودہ مالی سال کے اندر اندر اپنے لازمی چندہ جات کی سو فیصدی
ادائیگی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جملہ احباب کو مالی قربانی کے میدان میں اپنا قدم آگے بڑھانے کی
سعادت بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

اے مثیلِ مجتبےٰ تجھ پہ سلام

اے مثیلِ مجتبےٰ تجھ پر سلام
مرحبا صد مرحبا تجھ پر سلام

کیا کروں وصفِ مسیحائی رقم
ابنِ مریم سے بڑھا تجھ پر سلام

جی اٹھیں مردے شفا پائیں مریض
دم ہے عیسیٰ سے سوا تجھ پر سلام

منبعِ آبِ بقا ابرِ کرم
سایۂ ربّ الورےٰ تجھ پر سلام

مظہرِ درسِ عقیدت حق شناس
مہرِ علم دیں ہے تو تجھ پر سلام

تیری پابوسی سے نصرت کا نشاں
شرفِ تاجِ شعشعہ بنا تجھ پر سلام

کر دیا تو نے صداقت میں کمال
رتبہ کامل ملا تجھ پر سلام

رُو کشانِ ذاتِ باری کے لئے
بابرا ہیں حق نما تجھ پر سلام

پھر مسلماں کو مسلماں کر دیا!
اے امام و پیشوا تجھ پر سلام

گل کھلائے گلشنِ اسلام میں
اے نسیمِ جانفزا تجھ پر سلام

آدمِ ثانی کو جو کرے قبول
وہ فرشتوں سے ملا تجھ پر سلام

مصطفےٰ کے عشق میں مخمور تو
ہو گیا بعد از خدا تجھ پر سلام

ڈال کر پھر سے ثریا پر کمند
نورِ ایماں لا دیا تجھ پر سلام

بادشاہ آئے ہیں دامن میں ترے
صاحبِ لطف و عطا تجھ پر سلام

ناظرِ وابستۂ دامانِ تو
تجھ پہ ہے ہر دم فدا تجھ پر سلام

غلام نبی ناظر

امام الزّمان ــــ اور ــــ علماءِ زمانہ

غیر احمدی عُلمائے سے چند استفسارات

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اے علماء اسلام!

آپ حضرات حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے دعوے کو ماننے کی بجائے اس پر نازیبا اعتراضات کر کے اسے غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور آپ میں سے بعض تو حضرت اقدسؑ کو مسلمان ثابت کرنے کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں۔ آپ حضرات سابقہ سارے نبیوں کو اور آنحضرت صلعم کو صادق نبی تسلیم فرماتے ہیں۔ ہم آپ سے چند باتیں دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ حضرات علماء ہونے کی حیثیت سے ہمیں ان کے جوابات عطا فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

۱۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں آیا ہے اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ (سورہ صف) کہ میں تورات کی باتوں کو سچا ثابت کرتا ہوں۔ یہود نے باوجود اس کے آپؑ کا انکار کیوں کر دیا اور ان کو کیوں دکھ دیا اور ستایا۔ اور دکھ دینے میں وہ کیوں حد سے بڑھ گئے؟

۲۔ انہوں نے سابقہ صحف انبیاء کی پیشگوئیوں کے مطابق ان کو پہچان کر کیوں قبول نہ کر لیا؟

۳۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو طرح طرح کے بیہودہ اعتراضات، الزامات و بہتانات کا نشانہ کیوں بنایا اور ان کو ذلیل کرنے کی کوشش کیوں کی؟

۴۔ یہود و نصاریٰ نے آنحضرت صلعم کے دعوے کو کیوں رد کر دیا۔ بالخصوص یہود نے جو نبیوں کو مانتے تھے آپؐ کو ہلاک کرنے کی بار بار کوشش کیوں کی؟ اور چکی کا پاٹ گرا کر اور زہر دے کر مارنے کے منصوبے کیوں کئے؟

۵۔ اہل کتاب نے آنحضرت صلعم کو سابقہ صحف کی پیشگوئیوں کے مطابق کیوں نہ پرکھ لیا اور رد کیوں کر دیا۔ ان پیشگوئیوں میں علامات، خصوصیات و امتیازات موجود تھے۔ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِیْقٌ مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (البقرہ ع) ان کے سابقہ صحف کی پیشگوئیوں کے عین مطابق ہے۔ اور ان کو سچا کر رہا ہے تو ان میں سے ایک فریق نے جن کو کتاب دی گئی تھی اللہ کی کتاب کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا گویا وہ اسے جانتے ہی نہیں۔ ان کی طرف سے ایسا کیوں ظہور میں آیا؟

۶۔ ان اقوام نے آنحضرت صلعم کی ذات پر کیوں وہ اعتراضات کئے جو پہلے مانے ہوئے نبیوں پر کئے گئے تھے مَا یُقَالُ لَکَ اِلَّا مَا قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ۔ انہوں نے آپؐ کو کاذب ثابت کرنے کے لئے زور کیوں لگایا اور جاننے کے باوجود آپؐ کا انکار کیوں کر دیا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ (البقرہ ع) کہ جب ان کے پاس وہ چیز آ گئی جس کو انہوں نے پہچان بھی لیا تو اس کا انکار کر دیا یہ ظالمانہ طریق انہوں نے کیوں پسند کیا؟

۷۔ انہوں نے سابقہ صحف انبیاء بیان کردہ معیاروں کے مطابق آنحضرت صلعم کو کیوں نہ پرکھ لیا۔ بالخصوص جب کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صداقت کے معیاروں کے مطابق آنحضرت صلعم کی صداقت کو ان کے سامنے روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا ہے

۸۔ ان اقوام نے آپؐ کو دکھ کیوں دیا اور ستایا جب کہ آپؐ ان کے سچے خیر خواہ اور ہمدرد اور نجات دہندہ تھے۔

۹۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ (یٰسین ۳۰) کہ بندوں پر بڑا ہی افسوس ہے کہ ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جب بھی رسول آتا ہے وہ اس سے استہزاء ہنسی اور ٹھٹھا کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ مخالفین نے کیوں سب انبیاء سے ہنسی تمسخر اور ٹھٹھے کئے جب کہ وہ سب منجانب اللہ تھے

۱۰۔ جبکہ انبیاء نے اعلیٰ تعلیم پیش کی جو عقل کے عین مطابق تھی اور نشانات بھی دکھائے۔ خدائی تائیدات ان کے حق میں ظاہر ہوئیں۔ مخالفین کو وہ کیوں نظر نہ آئیں۔ بالخصوص یہود و نصاریٰ کی نظر سے وہ کس طرح اوجھل رہیں۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَفَرِیْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ (البقرہ) کہ ان مخالفین نے نبیوں سے عداوت رکھی اور ان کے قتل کے درپے رہے۔ ان مخالفین نے نبیوں سے کیوں عداوت کر کے ان کو قتل کرنے کے لئے زور لگایا۔ اور ان کے مشنوں کو مٹانے کے پیچھے پڑے رہے۔؟

۱۲۔ فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا (انعام ع ۱۴ ۱۱۳) یعنی خدا نے جن و انس میں سے شیاطین کو سب نبیوں کا دشمن بنا دیا ہے۔ یہ جن و انس کون ہیں اور ان کو خدا نے کیوں نبیوں کا دشمن بنا دیا ہے۔؟

۱۳۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کو دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ کہ وہ ہدایت دیتا ہے پکی باتوں کی مگر پھر خود فرماتا ہے یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا کہ قرآن کے ذریعہ سے وہ بہتوں کو گمراہ کرتا ہے۔ یہ کیوں؟

۱۴۔ کیا یہود و نصاریٰ قوموں نے اپنی شکست و ناکامی اور آنحضرت صلعم کی اعلیٰ ترقی و فتح و غلبہ کو دیکھ کر آپؐ کو نبی مانا تو درکنار معمولی ایماندار بھی تسلیم کیا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اس میں کس کا قصور ہے؟ انہوں نے خدائی انعامات کی قدر کیوں نہ کی اور سرکشی و تمرد کیوں اختیار کیا؟

۱۵۔ اگر مسلمان بھی آنے والے مسیح موعود کا انکار و تکذیب اسی قسم کی وجوہات کی بناء پر کریں جن وجوہات کی بناء پر ان قوموں نے کی تو کیا یہ انوکھی بات ہے یا تاریخ کا اعادہ ہے؟

۱۶۔ قرآن کریم کامل کتاب۔ سنتِ نبوی اور احادیث کی موجودگی میں مسلمانوں نے کیوں یہود و نصاریٰ کی طرح امت مسلمہ کا شیرازہ پراگندہ کیا اور گروہ در گروہ ہو گئے اور ایک دوسرے کے خلاف کھڑے ہو کر ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگا کر سب کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیا۔ اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا کے مطابق قرآن کریم سے دور کیوں ہو گئے۔ اور ایک پلیٹ فارم پر قائم کیوں نہ رہے؟

۱۷۔ حسب آیت قرآن کریم اِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ (سورہ محمد آخری رکوع) کہ اگر تم اے مسلمانو! تفرقہ کر دگے اور قربانیوں اور تبلیغ اسلام سے منہ پھیر لوگے تو خدا تعالیٰ تمہاری بجائے اور قوم پیدا کر دے گا جو تمہاری طرح نہ ہوگی۔ مسلمانوں نے تبلیغ اسلام اور جہاد بالقرآن کو کیوں ترک کر دیا اور خدا اور اس کے رسول کے اس حکم کو پس پشت کیوں پھینک دیا۔ اور جب کہ آپ حضرات بقول خود سچے اور پکے اور حقیقی مسلمان ہیں تو دیگر اقوام عالم تک قرآن کریم و آنحضرت صلعم کا پیغام کیوں نہیں پہنچایا اور اس کام سے غافل ہو کر کیوں بیٹھ گئے۔ اور اپنا فرض ادا کرنے میں سست ہو گئے۔ کیا اس صورت میں یہ ضروری نہ تھا کہ خدا تعالیٰ اپنی سنتِ قدیمہ کے مطابق حسب وعدہ نبی بھیج کر نئی قوم پیدا کرتا اور اسی کام کو از سر نو زندہ کرتا۔؟

۱۸۔ ورثۃ الانبیاءؑ علماء نے امتِ مرحومہ کی اصلاح سکولوں، کالجوں، درسگاہوں، یونیورسٹیوں اور مجالسِ عمل کے ذریعہ سے کرنے کی مساعی رسمے بیکار لاکر دیکھ لیا۔ ان کو ناکامی پر ناکامی ہوئی۔ اب وہ کون طریق باقی رہ گیا ہے جسے استعمال کر کے ان کو کامیابی کی امید ہو سکتی ہے۔؟

۱۹۔ اور اگر ان کے متفرق گروہ تبلیغی مہم چلائیں بھی تو کس گروہ کے عقاید غیروں کے سامنے پیش کئے جائیں گے جبکہ ہر گروہ نے دوسروں کے عقاید کو غلط قرار دے رکھا ہے اور جب کہ میدانِ عمل میں جا کر بھی اسی طرح سر پھٹول ہوگی جس طرح ان کے گھر میں ہو رہی ہے۔ اس صورت میں کامیابی کی امید کس طرح کی جا سکتی ہے؟ غلبۂ اسلام تو بہت بڑی بات ہے۔

۲۰۔ جیسا کہ قرآن کریم (مومن ع) سے ظاہر ہے کہ حضرت یوسفؑ کے بعد، اور جیسا کہ سورۂ جن سے ظاہر ہے آنحضرت صلعم کے وقت لوگوں کا عقیدہ تھا کہ اب کوئی نبی و رسول نہیں آئیگا یہ عقیدہ انہوں نے از خود کس طرح گھڑ لیا جبکہ خدا تعالیٰ نے انکو یہ کبھی نہ فرمایا تھا کہ اب آیندہ نبی نہ بھیجونگا؟

۲۱۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کے اس عقیدہ کی طرح کہ حضرت مسیح ناصریؑ آسمان پر چڑھ گئے اور وہی دوبارہ واپس آئینگے یہود کا بھی عقیدہ ہے کہ ایلیا آسمان پر چڑھ گیا ہوا ہے (سلاطین ۲: ۱۱) اور وہ آسمان سے واپس آئیگا (ملاکی نبی کی کتاب ۴: ۵) اس بارہ میں وہ کیوں حق پر نہیں اور اگر وہ حق پر ہیں تو وہ حسب وعدہ کیوں حضرت مسیحؑ سے قبل نازل نہیں ہوا اور وہ کب نازل ہوگا۔ کیا وہ اس کے نزول سے پہلے حضرت مسیح ناصریؑ کی صداقت بیان کر سکیں ان کو منوا سکتے ہیں؟ بینوا توجروا

موجودہ زمانہ کے مامور کی صداقت کو معلوم کرنے کیلئے حضرات کیلئے ان سوالات کا حل کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔

قانونِ حیات و ممات ——— اور ——— مامورِ خدا

از مکرم سید تعز حسین صاحب بی اے ایل ایل بی مینیجر قانونی صدر انجمن احمدیہ قادیان

باغ کا مالی پودوں کی حفاظت اسی وقت تک کرتا ہے جب تک کہ باغ کے پودے مفید اور ثمرآور ہوتے ہیں۔ جو پودے بیکار اور بیمار ہوں مالی انہیں اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے تاکہ باغ کے صحتمند پودوں کو نقصان نہ پہنچے۔ یہ دنیا بھی اللہ تعالیٰ کا ایک باغ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان ہی قوموں کو زندگی دیتا ہے جو اس کی نگرانی اور تعلق میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اپنے وجود سے نفع پہنچاتی ہیں۔ جو قومیں اللہ تعالیٰ سے تعلق توڑ لیتی ہیں یا اس کے احکام کی اطاعت نہیں کرتیں وہ ہلاک ہو جاتی ہیں۔

قرآنِ کریم کے کم از کم ۱/۳ حصے میں قوموں کی حیات و ممات کا ذکر ہے۔ کوئی قوم کب تک زندہ رکھی جاتی ہے اور کب اس کو موت کی گود میں سلا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے مختلف پہلو جامع طور پر قرآنِ کریم میں ذکر فرمائے ہیں۔ ان میں سے بعض قوموں پر آندھیاں آئیں بعض طوفانوں کی نذر ہوئے۔ بعضوں کی ہلاکت سیلابوں کے ذریعہ ہوئی اور بعض زلزلوں کا شکار ہوئے۔ بعض ایسی قومیں تھیں کہ عین ہلاکت کے کنارے پہونچ گئیں لیکن بروقت بچا لی گئیں۔ ہلاک ہونے والی ان سب قوموں کی ایک ہی بنیادی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ان قوموں کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ٹوٹ گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے دوبارہ ان کے تعلق کو زندہ کرنے کے لئے اپنے نبیوں کو بھیجا۔ جنہوں نے ان نبیوں کی اطاعت کر لی وہ تو بچا لئے گئے اور جنہوں نے سرکشی کی وہ موت سے ہمکنار ہو گئے۔

اسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ یہ تھا کہ وہ اسلام کا قیامت تک محافظ رہے گا۔ انیسویں صدی میں قرآنِ کریم کی پیشگوئی کے مطابق مسلمان قوم ایک مردہ قوم کے مشابہ تھی۔ مسلمانوں کا تعلق اللہ تعالیٰ سے منقطع ہو چکا تھا۔ شرک، بت پرستی اور قبر پرستی کے بدترین گناہوں میں وہ ملوث تھی۔ قرآنِ کریم جس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ پہاڑوں پر بھی نازل ہوتا تو اس کی ہیبت سے پہاڑ بھی لرز جاتے لیکن مسلم علماء اپنے تعویذوں میں مگن تعویذوں اور قرآن شریف کی آیتوں کو دھو دھو کر پلانے میں مصروف تھے قرآنِ کریم کی نسبت وہ ہزاروں قسم کے غلط تصورات میں مبتلا تھے اور ایسی آیات قرآنی جن میں مطالب و معانی کے بیش بہا خزانے تھے اپنے فہم سے باہر پا کر ان کو منسوخ قرار دیتے تھے۔ وحی، الہام، سچے خوابوں، اور کشوف سے نہ صرف محروم تھے بلکہ وہ ان کے منکر بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ سے اس طرح تعلق کے ٹوٹ جانے کا ایک ہی نتیجہ تھا کہ مسلمانوں کی اس پرانی جاہ و حشمت کے آثار مٹ رہے تھے۔ جو ایک ہزار برس کی دو صدیوں کی بادشاہت کے بعد اسلام کی نعمت انہیں ملی تھی انقطاع عالم سے ان کی ہوا اکھڑ رہی تھی۔ یہ منظر قرآنِ کریم کی پیشگوئی کے عین مطابق تھا۔ مایوسی کا یہ عالم تھا کہ روحانی و جسمانی ضعف کے جس مرض نے اسلام کو گھیرے میں لے لیا تھا وہ ناقابل علاج سمجھا جاتا تھا۔ جو لیڈر اصلاحِ مسلمانان کے لئے اس وقت پیدا ہو رہے تھے وہ نہایت اوچھے اوچھے علاج تجویز کرتے تھے۔ عین اس حالت میں اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ آپ کا بچپن اور ابتدائی جوانی نمازوں اور دعاؤں میں گزری اور جب آپ نے اللہ تعالیٰ کا مامور ہونے کا اعلان فرمایا تو اللہ تعالیٰ کی وحی آپ پر بارش کی طرح نازل ہونی شروع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے حکم پا کر آپ نے اعلان فرمایا کہ آپ نہ صرف اسلام کو ہلاکت سے بچانے بلکہ اسلام کے غلبہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق مبعوث ہوئے ہیں۔ آپ نے شرک اور قبر پرستی کے خلاف سخت ترین جہاد فرمایا۔ لوگ اب تک اللہ تعالیٰ کو گونگا اور بہرہ سمجھ رہے تھے۔ اپنے ذاتی تجربے کی بناء پر آپ نے اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آج بھی اسی طرح بولتا ہے اور اسی طرح دعائیں سنتا ہے جس طرح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سنتا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے علم پا کر آپ نے زبردست پیشگوئیاں فرمائیں جو اپنے وقت پر صحیح ثابت ہوئیں۔ قرآنِ کریم کے معارف و مطالب کے خزانے جو آیاتِ قرآنی میں مدفون تھے اس کی آپ نے نہایت جامع تشریح فرمائی۔ اور قرآنِ کریم کو ایک زندہ کتاب ثابت فرمایا۔ اسلام کو زندہ کرنے کے لئے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا اسلام پیش کرنا ضروری تھا۔ مسلمانوں کے عقاید میں ایک بڑا فساد پیدا ہو گیا تھا کہ جہاں وہ ختمِ نبوت کی ایک محدود و مرزہ تفسیر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے تصرف کے نتیجے میں ان کے ذہن ایسے ماؤف تھے کہ ان کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضؓ۔ حضرت عمر رضؓ۔ حضرت عثمان اور حضرت علی رضؓ کے بعد کسی وقت بھی اسلام میں ایسے وجود پیدا نہیں ہو سکتے۔ اعتقادات کا یہ فساد قوم کی زندگی کو ہلاکت میں بدل دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی پاکیزہ تعلیم کے ذریعہ عامۃ المسلمین کے طرزِ فکر کا دھارا ہی بدل دیا اور سینکڑوں ہزاروں صدیق و صالحین پیدا کر دئے جو نہ صرف الہام، وحی، سچے خوابوں اور کشوف سے نوازے گئے بلکہ مالی۔ جانی قلمی اور لسانی قربانیوں میں ایسے بے مثال تھے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بالکل درست ثابت ہوا کہ میں نہیں جانتا کہ درجہ میں میرے صحابہ بڑے ہیں یا مسیح موعودؑ کے۔ اس کے برخلاف جن لوگوں نے آپ کو نہیں مانا وہ اور ان کے مرید نامرادی اور مایوسی کی موت کے ایسے شکار ہوئے کہ آج ان کا نام و نشان بھی نہیں ملتا۔

اللہ تعالیٰ نے اسلام کو زندہ رکھنے کے لئے تبلیغ کو جہادِ کبیر قرار دیا ہے۔ چودہ سو برس کے بعد اسلام میں تبلیغ کا جمود موت کے جمود سے ہمکنار تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جمود کو توڑا اور تبلیغ کو عام فرمایا اور یہ آپ ہی کی کوششوں کا باعث ہے کہ آج دنیا کے کونے کونے تک اسلام پہنچ گیا ہے اور ایک جماعت تبلیغ کے بے پناہ جذبے کے ساتھ دنیا کے تمام ممالک میں پہنچ گئی ہے۔

معجزات کی تشریح، شریعت کی عظمت کا دوبارہ قیام، عبادات کی اصلاح، دعاؤں کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی نصرت پانے والوں کے حقوق کا قیام۔ اصلاح اعمال انسانی ملائک و انبیاء کی عظمت۔ نیکی و بدی کی معین تعریف اور امن و امان کا قیام۔ یہ وہ مستقل عنوان ہیں جن پر کسی زندہ معاشرہ کے لئے صحتِ ایمان، صحتِ عمل کی ضرورت ہے۔ اور رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ نبوی زندگی میں ان عنوانات کی عملی تصویر ملتی ہے۔ چودہ سو برس کے بعد یہ تعلیم ماند پڑ گئی تھی۔ اس سے مسلم معاشرے میں ایک زبردست فساد پڑ گیا تھا۔ جو تیزی کے ساتھ پورے معاشرے کو ہلاکت کی طرف لے جا رہا تھا۔ اسلام کو پھر سے زندہ کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان سارے امورِ زندگی سے معمور روشنی ڈالی۔ معاشرے میں یہ مسائل ایسی اہمیت رکھتے ہیں جیسے کہ جسم میں رگ پٹھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے باعث ایک صحتمند اور توانا قوم پھر سے تیار ہو گئی۔ ان سارے عنوانات کی تشریح کرنا چاہیں تو ایک طویل دفتر کی ضرورت ہے اور یہ مختصر مضمون اس کا متحمل نہیں۔

کسی بھی قوم کے روحانی، جسمانی، ذہنی اور دماغی غلبہ کے لئے اس قوم کا جہدِ عمل اور جوش سے بھرا ہوا ہونا ضروری ہے اور کسی قوم کے عروج میں یہ صفات بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے نتیجے میں اسی جوش و جذبے کے باعث بہت ہی قلیل وقت میں اسلام دنیا کے بڑے حصے پر چھا گیا تھا۔ مسلمانوں کی راتیں اللہ تعالیٰ کے حضور نمازوں اور دعاؤں میں اور دن گھوڑوں کی ننگی پیٹھوں پر بسر ہوتے تھے۔ تاریخِ اسلام بتاتی ہے کہ بارہ برس کے اندر اندر مسلمانوں نے اٹھارہ ہزار قلعے اور شہر فتح کر لئے۔ لیکن اٹھارہویں صدی میں مسلم قوم ایک بے حس و بے عمل قوم تھی جو قوم دنیا کی مالک تھی وہی دوسرے وطنوں میں روٹی روٹی کو محتاج ہو گئی تھی۔ اور کمال بے غیرتی کے ساتھ ایک ایسے عیسیٰ کی منتظر تھی جو آسمان سے نازل ہو کر ان کے ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر ان کے دشمنوں سے بادشاہتوں کو چھین کر تحفے کے طور پر ان کے حوالے کر دے۔ یہ بے عملی اور بے حسی اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کے خلاف تھی۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جو روحانی اور مادی غلبہ ملا تھا خود آپ نے اور آپ کی جماعت نے پیٹ پر پتھر باندھ کر بیشمار مالی اور جانی قربانیاں کی تھیں۔ مسلمان قوم اس تعلیم کو بھول گئی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان میں پیدا ہوئے۔ اور مسلم قوم میں عمل اور ایثار اور قربانی کی وہ روح پھونکی کہ ایک نہایت ہی فعال جماعت پیدا ہو گئی جس نے یورپ و امریکہ کے ایوانوں کو متزلزل کر دیا اور عیسائیت جو ہمہ گیر طور پر اسلام پر چھا رہی تھی اس کو شکستِ فاش دی۔ آج دوست دشمن سب محسوس کرتے ہیں کہ احمدیت آگے بڑھ رہی ہے یہ سب اس برکت کا نتیجہ ہے کہ ایک مامورِ خدا نے دنیا کی قوموں کو یہ قانون یاد دلایا کہ زندہ رہنا چاہتے ہو تو زندہ خدا سے تعلق پیدا کرتے ہوئے مامورِ خدا پر ایمان لاؤ۔

نوٹ: خدا سے تعلق پیدا کرتے ہوئے مامورِ خدا پر ایمان لانا ہی قوموں کی موت و حیات کا قانون ہے جو قومیں اس کی خلاف ورزی کریں گی دنیا سے ان کی صف لپیٹ دی جائے گی۔ العیاذ باللہ ؛

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرآنی خدمات

بقیہ صفحہ ۸

یعنی آپ کو خدا تعالیٰ نے عظیم الشان فرزند کے تولّد کی خبر دی اور مبشّر پوتے کی بھی بشارت دی۔ چنانچہ موعود پسر کی پیشگوئی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود باوجود سے پوری ہوئی اور خدا تعالیٰ نے دُنیا کو آپ کے ذریعہ عظیم الشان قرآنی تفسیر دی جس کا نام تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر ہے۔ اِس کے علاوہ آپ نے اپنی بیشمار تصانیف، معرکۃ الآراء تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ نصف صدی سے زائد عرصہ تک علومِ قرآنی کی اشاعت فرمائی۔ اور پوری دُنیا میں اِن قرآنی علوم اور تفاسیر کے مختلف زبانوں میں تراجم کرا کے اشاعت کا انتظام فرمایا۔ بفضلہٖ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ آپ کے ذریعہ اِس شعر کی حقیقت منصّۂ ظہور پر آچکی ہے ؎

وکلّ العلم فی القرآن لکن
تقاصر منہ افہام الرّجالِ

آپ کے علومِ قرآنی کے ذریعہ ظاہری و باطنی علوم کے مؤاج دریا دنیا کی سیرابی میں مصروف ہیں اگر ان علوم کو جمع کر کے انسائیکلوپیڈیا بنایا جائے تو قیامت تک اِن کی افادیت سے بفضلہٖ دنیا متمتع ہوتی رہے گی۔ انشاء اللہ۔ اور دُنیا میں آئندہ بھی آپ ہی کے شاگردوں سے انشاء اللہ قرآنی علوم کی اشاعت ہوتی رہے گی۔ خدا تعالیٰ نے اِس پسرِ موعود کی دُنیا میں آنے کی غرض کلام اللہ کا شرف ظاہر کرنا بیان فرمائی تھی۔ پس حقیقۃً آپ کے آنے سے قرآن کا شرف دنیا میں ظاہر ہوا۔ اور وہ مبشر پوتا آپ ہی کا فرزندِ اکبر ہے جسے خدا تعالیٰ نے پسرِ موعود کی وفات کے بعد اکنافِ عالم میں قرآن کی اشاعت کرنے والی جماعت کا امام بنا کر خلافت کے دورِ ثالث میں قرآنی علوم کی اشاعت کا شاندار آغاز کرا دیا ہے جو بفضلہٖ روز افزوں ترقی پر ہے۔ فالحمدُ للّٰہ علیٰ ذٰلک۔ یہ سب سلسلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ خدمتِ قرآن مجید کی ہی زبردست کڑی ہے۔

قرآن مجید کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو زرّیں تعلیم اور نہایت مفید وصیّت

حضورؑ فرماتے ہیں ؎

اے بے خبر بخدمتِ قرآں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نہ ماند

پھر کیا ہی عاشقانہ انداز سے اِس کی عظمت دلنشین کراتے ہیں ؎

دل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چُوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

حضور کا ایک الہام بھی ہے:۔
"آسمان سے دُودھ اُترا ہے محفوظ رکھو" (تذکرہ صفحہ ۶۵۲)

اِس دُودھ سے مُراد یہی قرآنی علوم ہیں جو رُوح القدس کی برکت و تائید سے آپ نے دُنیا میں ظاہر فرمائے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں ؎

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب مَیں دیتا ہوں اگر کوئی ملے اُمیدوار

اب مَیں حضور کے ایک اقتباس پر مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ اس اقتباس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ ہی وہ وجود ہیں جس کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کی عظمت کو ازسرِ نَو دُنیا میں قائم فرمایا ہے۔ گویا گم شُدہ قرآن آپ کے ذریعہ دُنیا کو دوبارہ ملا ہے۔ اپنی جماعت کو مخاطب فرما کر حضور تعلیم دیتے ہیں:۔

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوعِ انسان کے لئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن ...... محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں (یعنی خدا تعالیٰ میں) اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اُس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی کتاب ہے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے اُن کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی ہے۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دُنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابلہ پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔ ...... قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو۔ قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے۔"
(کشتی نوح)

اس زمانہ کے تاریکی کے فرزنداں نے بے بنیاد الزامات لگا کر جماعت احمدیہ کا قرآن نیا ہے عوام کے ایک بڑے حصّے کو ان علوم سے بہرہ ور ہونے سے محروم کر رکھا ہے۔ کاش یہ غلط فہمیاں جلد دُور ہوں۔ اور دُنیا اس آبِ حیات اور آبِ بقا سے نئی زندگی پائے۔ ہاں وہ زندگی جس پر کبھی موت نہیں اور اُن پر وہ بہار آئے جس پر کبھی خزاں نہیں۔ اب میں حضورؑ ہی کے ایک دعائیہ شعر پر یہ مضمون ختم کرتا ہوں ؎

اک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقاں کی طرف
نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ اور بچار

وَاٰخر دعوٰنا ان الحمدُ للّٰہ ربّ العٰلمین

شانِ مسیح موعودؑ .... بقیہ صفحہ نمبر ۲

کہ ہم اُوپر بیان کر چکے ہیں جس شدید قسم کی مخالفت کا اس جماعت کو سامنا کرنا پڑا ہے، خدائی تائید و نصرت کے بغیر جملہ مقاصد میں کامیابی و کامرانی امرِ محال ہے۔ چنانچہ اسی بات کو مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت پر برہانِ قاطع قرار دیتے ہوئے ساری دنیا کو دعوتِ فکر دیتے ہوئے فرمایا ؎

پاک و برتر ہے وہ جھوٹوں کا نہیں ہوتا نصیر
ورنہ اُٹھ جائے اماں پھر سچے ہو ویں شرمسار
ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

REGD No. P. 67 PHONE No. 35

The Weekly Badr Qadian

MASIH-I-MAUD NUMBER.

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے

دس شرائط بیعت

تجویز کردہ :- حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اوّل :- بیعت کنندہ سچے دل سے اس بات کا عہد کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم :- یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم :- یہ کہ بلا ناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اُس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم :- یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم :- یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا۔ اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر یک ذلّت اور دُکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے مُونہہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم :- یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرلے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم :- یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم :- یہ کہ دین اور دین کی عزّت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزّت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم :- یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہونچائے گا۔

دہم :- یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

محترم حضرت حکیم فضل دین صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مذکورہ شرائط بیعت کا اقرار کرنے کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیعت کنندہ سے مندرجہ ذیل الفاظ میں وعدہ لیتے اور پھر تمام حاضرین سمیت اجتماعی دعا ہوتی تھی :-

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔ تین بار۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر اُن تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ استغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ تین بار۔ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہٗ لایغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ (منقول از رسالہ گذارش ضروری مع تکمیل تبلیغ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء)